MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماھنامہ

لاہور

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

جلد نمبر 24

شمارہ نمبر 09

جنوری 2024ء، جمادی الثانی / رجب المرجب 1445ھ

WWW.MIRRAT.COM

اسرائیلی ظلم وجبر کے خلاف آواز اٹھائیے اور مظلوم فلسطینیوں کا ساتھ دیجیئے!

سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا:
لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں، اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ سب کو اپنے عذاب میں پکڑ لے۔
(سنن ابی داؤد)

غزہ میں جاری بین الاقوامی انسانی قوانین کی مسلسل سنگین خلاف ورزیوں اور فلسطینیوں کے ساتھ تاریخ کی بدترین ناانصافی پر عالمی دنیا کی بے حسی سوالیہ نشان ہے؟

اِس وقت مسلم ممالک کو اپنے اندرونی مسائل اور داخلی انتشار پہ قابو پا کر غیر روایتی وغیر جذباتی انداز میں عملی طور پر فلسطینیوں کی مدد کرنی چاہیے۔

A Public Awareness Message

مسلسل اشاعت کا چوبیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

جنوری 2024ء، جمادی الثانی / رجب المرجب 1445ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ:
- سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ
- مفتی محمد شیر القادری
- افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر:
- محمد احمد رضا
- واصف علی

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوکی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک		4
	قومی و بین الاقوامی		
3	2023ء کے اہم واقعات، تبدیلیاں اور ان کا جائزہ	محمد محبوب	5
4	نیا سال پرانے اسباق	آصف تنویر اعوان ایڈووکیٹ	9
	احکامِ شرع		
5	اذان اور موذّن کی فضیلت، اہمیت اور مختصر مسائل	مفتی محمد اسماعیل خان نیازی	12
	تذکرہ		
6	بصد عجز و نیاز ہدیہ عقیدت بحضور: سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء (علیہا السلام)	مفتی محمد شیر القادری	18
7	الحافظ البارع شیخ الاسلام امام بدر الدین العینی (رحمۃ اللہ علیہ)	مفتی محمد صدیق خان قادری	23
8	کویت کی معروف مذہبی و ادبی شخصیت شیخ سید یوسف رفاعی کی زندگی کا مختصر جائزہ	ذیشان القادری	28
	معاشرتی		
9	صفائی: سیرت نبوی (ﷺ) اور پاکستانی معاشرے کی شعوری و نفسیاتی سطح	محمد ذیشان دانش	31
	صلائے عام		
10	حُسنِ خُلق	صاحبزادہ سلطان احمد علی	34
	گوشۂ تصوف		
11	شریعت، طریقت، معرفت و حقیقت: تعلیماتِ غوثیہ و سلطانیہ کی روشنی میں	لئیق احمد	41
12	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	48
13	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

فی شمارہ نیوز پیپر	فی شمارہ آرٹ پیپر
80 روپے	110 روپے
سالانہ (ممبرشپ) 960 روپے	سالانہ (ممبرشپ) 1320 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

اپنی بہترین اور موثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-1275009

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندر روڈ، لاہور سے چھپوا کر 8-BS-698 تاج کمپنی چوک نزد ایم سی بی چوہان روڈ بندر روڈ لاہور سے شائع کیا

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

اللّٰہ

"فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ"

"پھر جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں، بیشک اللہ توکّل والوں سے محبت کرتا ہے"۔

(آلِ عمران:159)

"حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح بھروسہ کرتے جیسا بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو تمہیں اس طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے- وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں"۔

(سُنَنُ التِّرمذي، بَابٌ فِي التَّوَكُّلِ عَلَى اللهِ)

سرِّ جانی محبوبِ سبحانی غوث الاعظم محی الدین

سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ)

فرمان

"اے بیٹا! تو عادت کا قیدی بن کر رہ گیا ہے تو رزق طلب کرنے میں اور سبب پر تکیہ کر کے پابند ہو گیا ہے -سبب پیدا کرنے والے کو اور اس ذاتِ اقدس پر توکل کرنے کو بھول بیٹھا ہے-اس لیے تو نئے سرے سے عمل کر اور عمل کو اخلاص کے ساتھ لازم کر- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے، انہیں ہوس، کھیل کُود، کھانے پینے، سونے اور نکاح کرنے کیلئے پیدا نہیں فرمایا-اے غافلو! غفلتیں چھوڑ دو، جاگ جاؤ! (جب) تیرا دل اللہ عزوجل کی طرف ایک قدم چلتا ہے تو اس کی محبت تمہاری طرف کئی قدم بڑھتی ہے اور وہ اپنے محبت کرنے والوں سے ملاقات کا ان سے بھی زیادہ شوق رکھتا ہے"۔

(الفتح الربانی)

سُلطان العارفین

حضرت سُلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان

دلیلاں چھوڑ وجود وں ہو ہشیار فقیرا ھو
بنھ توکل پنچھی اُڈدے پلے خرچ نہ زیرا ھو
روز روزی اُڈ کھان ہمیشہ نہیں کردے نال ذخیرا ھو
مولا خرچ پہنچاوے باھو جو پتھر وچ کیڑا ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح (رحمۃ اللہ علیہ)

ایمان ، اتحاد، تنظیم

"میرے نوجوان دوستو! میں چاہتاہوں کہ آپ انقلاب برپا کرنے کے بارے میں سوچیں، اپنی ذہنیت اور زندگی کے تعلق اپنے نظریات اور تصورات میں انقلاب لانے کے بارے میں- ہزار ہا نوجوان کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلتے ہیں اوران کے پاس کچھ نہیں ہوتا جس پر وہ اپنے پیشہ کی بنیاد پر کر سکیں ماسوا سرکاری ملازمتوں، کلرکی اور اسی طرح اور چھوٹی موٹی نوکریوں کے، میں آپ سے کہتاہوں کہ آپ تازہ مواقع تلاش کریں"۔

(لاہور،24مارچ1946ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو ہے تابع تقدیر مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی

(بالِ جبریل)

سالِ نو اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں ترجیحات کا تعین

سال 2023ء کا سورج اپنے ساتھ کئی یادیں لے کر غروب ہو چکا ہے اور نئے سال 2024ء کا سورج طلوع ہو گیا ہے۔ ہر نیا سویرا طلوع ہونے کے بعد اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ گزر جانے والے وقت سے سبق حاصل کر کے حال کو سنوارا جائے اور مستقبل کی تیاری کی جائے۔ روزانہ آنے والا ایک ایک دن ہمیں یہی پیغام دیتا ہے۔

آج اگر ہم اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو بطور انسان، قوم اور اُمت حتیٰ کہ انسانیت پر ہر طرف سے ناامیدی، یاس و قنوطیت کے سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں۔ وطن عزیز پاکستان (جس کی کل آبادی کا تقریباً 65 فیصد نوجوانوں پر مشتمل ہے) کی بات کی جائے تو اسے بے شمار چیلنجز کا سامنا ہے۔ نوجوانوں میں ناامیدی اس طرح سرایت کر چکی ہے کہ امید کی ڈھارس بندھانا تو دور کی بات امید کا پیغام ہی رفتہ رفتہ اپنی حیثیت کھو چکا ہے۔ اسی طرح بطور امت آج ملت اسلامیہ تقسیم و نااتفاقی کا شکار ہے جس کی بنیادی وجہ بے جا سیاسی اور فروعی مذہبی اختلافات ہیں۔ آج امت کی تقسیم کی وجہ سے غزہ میں فلسطینیوں پر قابض اسرائیلی فوج انسانیت سوز مظالم ڈھا رہی ہے۔ OIC محض لفظی، کلامی اور کاغذی مذمت تک محدود ہے۔ یہی حال بحیثیتِ مجموعی انسانی معاشرہ کا ہے جس کی بے بسی و خاموشی کی وجہ سے آج انسانیت تذلیل کا شکار ہے۔

آج انسان جب ان مسائل اور مشکلات کی طرف نظر دوڑاتا ہے تو امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ جس کی بنیادی وجہ آج ہماری ایمان و یقین کی دولت سے محرومی ہے۔ دراصل امید یقین سے پھوٹتی ہے اور یقین انسان کے ظاہر سے نہیں بلکہ باطن کی پاکی سے پیدا ہوتا ہے۔ بقول اقبال:

> جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا　　تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ رُوح الامیں پیدا

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے آفاقی اور عالمگیریت پر مبنی پیغام میں ہمیشہ انسانیت خصوصاً نوجوانوں کو مایوسی اور یاس و قنوطیت کی بجائے امید کا چراغ جلاتے ہوئے اپنے قوم کے حال کو بدلنے کا درس دیا ہے۔ اقبال کے کلام میں اللہ تعالیٰ نے اتنی تاثیر رکھی ہے کہ یہ اپنے قاری کو ناامید ہونے ہی نہیں دیتا ہے۔ جو اقبال کا قاری ہے اقبال اسے نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اقبالؒ کو حقیقت کا مشاہدہ کرنے والی وہ نگاہ اور بصیرت عطا فرمائی تھی جس طاقت کے بل بوتے پر اقبالؒ نے انتہائی ناامیدی اور مایوسی کے دور میں رہتے ہوئے بھی مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات کا جائزہ لیا جسے دوسرے دیکھنے سے قاصر تھے۔ آج بدقسمتی سے ہمارے اندر سے فکرِ اقبال کو ختم کیا گیا ہے۔ اقبال کی زبانی ابلیس بھی یہی کہتا ہے کہ:

> اقبالؔ کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز　　ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو!

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ برسوں کا انحصار دنوں اور مہینوں پر نہیں بلکہ لمحوں پر ہوتا ہے۔ لمحوں کی حفاظت ہی سے برسوں اور صدیوں کو محفوظ بنایا جا سکتا ہے۔ نئے سال کی آمد پر ہمیں انفرادی، قومی، ملی، اسلامی اور انسانی سطح پر درپیش مسائل کو قابو پانے کیلئے بحیثیت قوم اپنی ترجیحات کا درست طور پر تعین کرنا ہو گا اور ایسے مقاصد ذہن میں رکھ کر محنت کرنا ہو گی جس سے ملک و ملت کو فائدہ ہو۔ مزید آج ہمیں مملکت خداداد پاکستان کو خوشحال، ترقی یافتہ اور مستحکم ملک بنانے کیلئے قومی یکجہتی، اتحاد، نظم و ضبط، مسلسل محنت، جذبے اور لگن کے ساتھ کام کرنا ہو گا تاکہ اس خواب کی عملی تعبیر ممکن ہو سکے جو بانیان پاکستان نے جدوجہد آزادی کے دوران دیکھا تھا۔ ملکی خوشحالی و ترقی کا یہ سفر نوجوان نسل کے عزم صمیم، نظریہ پاکستان سے عملی وابستگی اور جہدِ مسلسل سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچے گا بشرطیکہ نوجوان اپنے مقاصد و اہداف کا صحیح تعین کرتے ہوئے خود کو مثبت سرگرمیوں اور قومی خدمت کے جذبے سے سرشار کریں کیونکہ یہی چیز قومی بقاء اور پاکستان کی ترقی کی ضمانت ہے۔

2023ء کے اہم واقعات
تبدیلیاں اور ان کا جائزہ

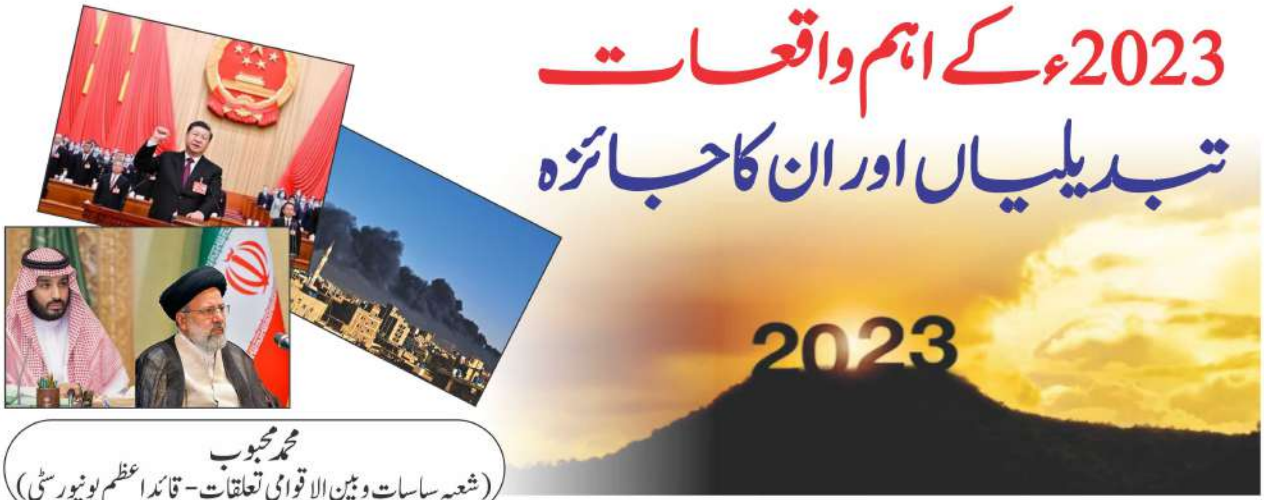

محمد محبوب
(شعبہ سیاسیات و بین الاقوامی تعلقات - قائداعظم یونیورسٹی)

جب گزرے ہوئے سال کا سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے تو گزشتہ برس میں وقوع پذیر ہونے والے ہزاروں اہم واقعات اور یادوں کو اپنے ساتھ لے کر غروب ہو رہا ہوتا ہے- لیکن گزشتہ سال رونما ہونے والے ان واقعات اور تبدیلیوں کے اثرات دور رس ہوتے ہیں-اسی طرح، جب نئے سال کا سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ اپنے ساتھ نئی امیدیں اور تمنائیں لے کر ابھرتا ہے-

زیرِ نظر مضمون میں گزرنے والے سال 2023ء (جو کہ قومی اور بین الاقوامی منظر نامے پر کئی حوالوں سے اہم سال رہا ہے) میں ہونے والے اہم واقعات اور تبدیلیوں کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے- کیونکہ 2023ء میں ہونے والے چند اہم واقعات کے اثرات صرف سال کے اختتام سے ختم نہیں ہو جائیں گے بلکہ آنے والے کئی برسوں تک رہیں گے-

ایران سعودی سفارتی تعلقات کی بحالی:

اسلامی دنیا کے دو انتہائی اہم ممالک سعودی عرب اور ایران کے مابین مارچ 2023ء کے مہینے میں چین کی ثالثی میں تعلقات کی بحالی عالمی سیاسی منظر نامے پر ایک بہت بڑی تبدیلی تھی- اس معاہدے کی رو سے یہ طے پایا ہے کہ دونوں ممالک ایک ماہ میں سفارتی تعلقات بحال کر لیں گے- ایک دوسرے کی خودمختاری کا احترام کریں گے اور اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے- اس معاہدے میں اہم کردار چین کے صدر شی جن پنگ نے ادا کیا- جنہوں نے ایران اور سعودی عرب کے مابین دو طرفہ تعلقات میں 7 برسوں سے موجود گہری دراڑ کو ختم کرنے اور سفارتی تعلقات کی بحالی کے لئے ایک غیر معمولی معاہدے کی معاونت میں اہم کردار ادا کیا جو کہ اس خطے میں چین کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو عیاں کرتا ہے-

اس پیش رفت کے نتیجے میں ایران اور سعودی عرب نے ایک دوسرے ممالک میں نہ صرف سفارت کاروں کو بھیجا بلکہ اعلیٰ قیادت کی سطح پر بھی دورے اور ملاقاتیں ہوئیں- نومبر 2023ء میں اسلامی تعاون تنظیم کے ہنگامی سربراہی اجلاس میں شرکت کے لیے 11 برسوں کے بعد ایرانی صدر سعودی عرب پہنچے اور سعودی عرب کی اعلیٰ قیادت سے ملاقات کی- دونوں ممالک کے درمیان حالیہ پیش رفت پر پاکستان کے وزیر اعظم اور دفتر خارجہ نے چین کے مصالحتی کردار کو سراہتے ہوئے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور کہا کہ اس سفارتی اقدام سے علاقائی امن و استحکام کو بڑھانے میں مدد ملے گی- تعلقات کی بحالی اس لئے بھی اہم تھی کہ دونوں ممالک کے مابین برسوں سے موجود تناؤ، تنازعات کو جنم دے رہا تھا- آج امت مسلمہ بطور امت کئی محاذ پر بے شمار چیلنجز اور مسائل کا سامنا کر رہی ہے- ان چیلنجز سے نمٹنے کے لئے امت کے مابین اتحاد و اتفاق اور یگانگت کو پروان چڑھانے کی ضرورت ہے اور دونوں ممالک کے درمیان ایسا معاہدہ اہم سنگ میل ثابت ہو گا-

چین اور ترکی میں صدارتی الیکشن:

10 مارچ 2023ء کو دنیا کی دوسری بڑی معیشت چین کے موجودہ صدر شی جن پنگ تیسری مرتبہ ملک کے پانچ سال کے لیے صدر منتخب ہوئے۔ ان کو چین کی سینٹرل ملٹری کمیشن کا سربراہ منتخب بھی کیا گیا ہے۔ جس کے بعد ماؤزے تنگ کے بعد سب سے طاقتور رہنما قرار دیا جارہا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق چین کی پارلیمنٹ، نیشنل پیپلز کانگریس (NPC) کے تقریباً 3 ہزار ارکان نے گریٹ ہال آف پیپل میں شی جن پنگ کے حق میں متفقہ ووٹ دیا۔ شی جی پنگ کو چین کا دوبارہ صدر منتخب کرنے کو ان پالیسوں کا تسلسل کے طور دیکھا جارہا ہے جو چین نے گزشتہ کئی برسوں میں پوری دنیا میں اپنے اثرورسوخ کو بڑھانے کیلئے اپنائی ہیں۔ اس مقصد کے لئے چین نے بی آر آئی کی صورت میں ملٹی بلین ڈالرز کی سرمایہ کاری کی ہے۔ اس کے علاوہ چین کو کوروناوائرس کی وبا کے بعد اندرونی سطح پر کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔

چین کے علاوہ ترکیہ میں بھی رجب طیب اردوان تیسری بار صدر منتخب ہوئے۔ ترکیہ میں 14 مئی 2023ء کو ہونے والے صدارتی انتخاب میں ووٹر کاٹرن آؤٹ 90 فیصد رہا جس میں کسی بھی امیدوار کے 50 فیصد ووٹ حاصل نہ کرنے کے باعث صدر کا فیصلہ نہ ہوسکا۔ جس کے بعد 28 مئی کو حتمی مرحلے کے بعد ترکی کی سپریم الیکشن کونسل (وائے ایس کے) کے سربراہ چیئرمین احمت ینیر نے باضابطہ طور پر الیکشن کے نتائج کا اعلان کیا کہ اردوان 52.16 فیصد ووٹ حاصل کرکے صدر منتخب ہوگئے ہیں۔ جو کہ کل دو کروڑ 77 لاکھ ووٹ بنتے ہیں۔ اردوان کی جیت کی خوشی میں لاکھوں افراد نے جشن منایا جو ان کی اپنے لیڈر کے ساتھ محبت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ سال 2023ء میں جدید جمہوریہ ترکی کے 100 سالہ سالگرہ منائی گئی ہے۔ چین اور ترکی میں شی جن پنگ اور اردوان کا دوبارہ اپنے ملک کی باگ ڈور سنبھالنا ان کی عوام کا اپنی قیادت پر اعتماد اور پالیسوں کے تسلسل کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ پالیسوں کا تسلسل ہی کسی قوم کی ترقی اور خوشحالی کا سبب بنتی ہے۔

سوڈان میں خانہ جنگی:

خطہ افریقہ، سامراجی طاقتوں سے آزادی کے حصول کے بعد بھی خانہ جنگی، تنازعات اور جنگ و جدل کا شکار رہا ہے۔ اس خطے میں خاص کر سوڈان میں حالات انتہائی کشیدہ رہے ہیں۔ حالیہ سوڈان میں خانہ جنگی اس وقت عروج پر پہنچ چکی، جب 15 اپریل 2023ء کو سوڈان کی مسلح افواج (SAF) جنرل عبد الفتاح البرہان اور لیفٹیننٹ جنرل محمد حمدان ڈیگالو کی سربراہی میں ریپڈ سپورٹ فورسز (RIF) کے درمیان طاقت کے حصول کے لئے لڑائی چھڑ گئی۔ جس میں سینکڑوں سوڈانی افراد جاں بحق اور ہزاروں زخمی ہوگئے۔

میڈیا اطلاعات کے مطابق، اس خانہ جنگی میں 400 افراد جاں بحق اور 3700 کے قریب زخمی ہوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں مقیم افراد پانی، خوراک، ادویات اور ایندھن کے ساتھ ساتھ بجلی اور انٹرنیٹ کی بندش کے سبب مشکلات کا شکار ہیں۔ اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق، 2023ء میں 15.8 ملین افراد یا ملک کی ایک تہائی آبادی کو انسانی امداد کی ضرورت رہی ہے۔

ٹینٹ پیگنگ ورلڈ کپ کوالیفائرز کا پاکستان میں انعقاد:

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ لاہور میں ایکویسٹرین فیڈریشن آف پاکستان اور پنجاب رینجرز کے زیر اہتمام 16 اور 17 فروری 2023ء کو ٹینٹ پیگنگ ورلڈ کپ کوالیفائنگ

راؤنڈ کا انعقاد ہوا- اس موقع پر پاکستان، مصر، ایران، شام بیلاروس اور اردن کی ٹیموں نے شرکت کی- مجموعی طور پر پاکستان نے 527 پوائنٹس حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کرتے ہوئے ورلڈ کپ میں کوالیفائی کیا جبکہ 517 پوائنٹس کے ساتھ اردن دوسرے نمبر پر رہا- اسی طرح ورلڈ کپ میں کوالیفائی کرنے کے بعد پاکستان نے پہلی مرتبہ ساؤتھ افریقہ میں 24 تا 26 اگست 2023ء کو منعقدہ ورلڈ کپ میں شرکت کی اور نو ٹیموں میں پاکستانی ٹیم 570 پوائنٹس کے ساتھ دوسری پوزیشن پر رہی، سعودی عرب نے 581.5 پوائنٹس کے ساتھ پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ بھارت نے تین روزہ ایونٹ میں 548.5 پوائنٹس لے کر تیسری پوزیشن حاصل کی- محمدیہ حیدریہ سلطانیہ اعوان کلب آف پاکستان تعلق رکھنے والے پاکستانی گھڑ سوار تصور عباس لک نے تیسرے روز نہایت مہارت سے نیزے اور تلوار کا استعمال کرتے ہوئے پورے 84 پوائنٹس حاصل کیے اور انفرادی طور پر گولڈ میڈل جیتا- اس موقع پر یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ پاکستان میں انٹرنیشنل معیار کی نیزہ بازی کے فروغ، ورلڈ کپ کوالیفائرز کے انعقاد اور پاکستانی ٹیم کی تیاری میں ایکویسٹرین فیڈریشن آف پاکستان کے صدر صاحبزادہ سلطان محمد علی صاحب کا کردار انتہائی اہم رہا ہے- پاکستان میں انٹرنیشنل معیار کی نیزہ بازی کا فروغ صاحبزادہ صاحب کی دن رات کی انتھک محنت کے بغیر ناممکن تھا- اسی طرح اکتوبر 2023ء میں چین میں ہونی والی ایشین گیمز کے اختتام پر پاکستان ایکویسٹرین فیڈریشن کے صدر صاحبزادہ سلطان محمد علی کو متفقہ طور پر چیئر ٹینٹ پیگنگ کمیٹی ایشین ایکویسٹرین فیڈریشن کا سربراہ منتخب کیا گیا- صاحبزادہ سلطان محمد علی کے حق میں 24 میں سے 24 ممالک نے ووٹ دیا- ٹینٹ پیگنگ کمیٹی ایشین ایکویسٹرین فیڈریشن کے ارکان میں پاکستان، چین، جاپان، ساؤتھ کوریا، ایران، انڈیا، قطر اور یو اے ای سمیت دیگر ممالک شامل ہیں-

ترکی، شام، افغانستان اور مراکش میں زلزلے:

سال 2023ء پوری دنیا میں قدرتی آفت خصوصاً زلزلوں کے حوالے سے خبروں میں رہا- ان ممالک میں ترکی، شام، افغانستان اور مراکش کو شدید نوعیت کے زلزلوں کا سامنا کرنا پڑا- 6 فروری 2023ء کو دو طاقتور زلزلے جنوبی اور وسطی ترکیہ جبکہ شمالی شام میں 7.8 شدت کا شدید زلزلہ آیا- اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق ترکی اور شام میں مجموعی طور پر کم از کم 50000 سے زائد اموات ہوئیں اور 108200 افراد زخمی ہوئے- اس کے علاوہ 13.5 ملین افراد متاثر ہوئے ہیں-

ترکی میں 273000 عمارتیں تباہ ہو چکی ہیں- شمال مغربی شام میں 9100 سے زیادہ عمارتیں منہدم ہو گئی ہیں، جس کے نتیجے میں ہزاروں افراد بے گھر ہو گئے ہیں- امدادی کارروائیوں میں شرکت کیلیے پاکستان سمیت دنیا بھر سے ریسکو ٹیموں نے حصہ لیا-

اسی طرح 8 اور 9 ستمبر 2023ء کی درمیانی شب مراکش میں 6.8 شدت کا ایک تباہ کن زلزلہ آیا- یہ مراکش کی تاریخ کا سب سے زیادہ طاقتور زلزلہ تھا- جس میں تقریباً 3 ہزار سے زائد جاں بحق اور 6 ہزار سے زائد زخمی ہوئے- اس زلزلے کے نتیجے میں بہت سے باشندے اپنے پیاروں کو کھو چکے ہیں اور اب ان کے پاس کچھ نہیں بچا ہے- یونیسیف کے مطابق تقریباً 300000 افراد بے گھر ہوئے ہیں اور کھلے آسمان میں سونے پر مجبور ہیں-

سال 2023ء میں افغانستان بھی قدرتی آفت زلزلہ کی زد میں آیا- اکتوبر کے مہینے میں افغانستان کے جنوبی حصے میں 6.3 کی شدت سے زلزلے آئے- افغان وزارت آفات کے مطابق زلزلے کے نتیجے میں اموات کی تعداد 2053، جبکہ

9240 افراد زخمی ہوئے، اس کے علاوہ 1328 گھروں کو نقصان پہنچا ہے- اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 1700 خاندانوں کے 12 ہزار سے زیادہ افراد اس زلزلے سے متاثر ہوئے ہیں-

فلسطینیوں پر اسرائیلی جارحیت:

سال 2023ء میں بھی مختلف موقعوں پر مظلوم فلسطینیوں پر اسرائیلی فوجی جارحیت اور کارروائیوں کا سلسلہ جاری رہا- حال ہی 7 اکتوبر کے بعد تادم تحریر غزہ میں اسرائیلی جارحیت 63 ویں روز میں داخل ہو چکی ہے اور شہداء کی تعداد ساڑھے 17 ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے- فلسطینی وزارت صحت کی جانب سے جاری بیان میں بتایا گیا کہ غزہ میں 7 اکتوبر سے اب تک 17 ہزار 487 فلسطینی شہید ہو چکے ہیں- بیان میں کہا گیا کہ شہید ہونے والے افراد میں 70 فیصد تعداد خواتین اور بچوں کی ہے- غزہ پر ہونے والی جارحیت پر عالمی طاقتوں اور بین الاقوامی برادری کا ردعمل انتہائی افسوناک رہا ہے جس کی بناء پر طاقتور کو مظلوموں کا سر عام خون بہانے کا موقع ملا- اس کے برعکس عوامی سطح پر پوری دنیا میں فلسطینیوں کے حق میں زبردست ریلیاں اور مظاہرے کیے گئے- اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل بھی کسی فیصلہ کن نتیجے پر نہیں پہنچ سکی- جنرل اسمبلی نے محض ایک قرارداد منظور کی ہے- فلسطینیوں کیلئے اسلامی دنیا سے عوامی سطح پر احتجاجی مظاہرے ہوئے لیکن حکومتی سطح پر عملی اقدامات اٹھانے سے قاصر رہے-

سال 2023ء دنیا بھر میں موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ کئی برسوں سے انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے کرۂ ارض پر موسمیاتی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں- مثلاً درجہ حرارت میں اضافہ اور گرمی کی حدت میں اضافہ ہو رہا ہے- گزشتہ برسوں کی طرح امسال بھی اس حوالے سے شدید متاثر رہا- دنیا بھر میں کئی ممالک میں ایسے واقعات وقوع پذیر ہوئے جس کے کافی حد تک منفی اثرات مرتب ہوئے- جس میں تاریخی جنگل کی آگ سے لے کر شدید خشک سالی تک اور ریکارڈ سیلاب تک شامل ہیں- یہ سال گرم ترین سال رہا ہے - حال ہی متحدہ عرب امارات میں سفارت کار پارٹیوں کی اٹھائیسویں کانفرنس (COP-28) منعقد ہوئی- جس میں پوری دنیا کے رہنما منصوبوں اور معاہدوں پر بات کرنے کے لیے جمع ہوئے- لیکن یہ ملاقاتیں اس قول کی تصدیق کرتی نظر آتی ہیں کہ "جب سب کچھ کہا جاتا ہے اور کیا جاتا ہے تو اس سے کہیں زیادہ کہا جاتا ہے"- اس کا مقصد یہ ہے محض جمع کلامی خرچ تو ہوتی ہے لیکن عملی اقدامات اٹھانے سے دنیا قاصر ہے جس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں-

اختتامیہ:

گزشتہ کئی برسوں کی طرح سال 2023ء اپنے ساتھ کئی رونما ہونے والے واقعات کی یادوں کے ساتھ گزر چکا ہے- اب نئے سال 2024ء کا سورج ایک مرتبہ پھر نیک خواہشات اور تمناؤں کے ساتھ طلوع ہو گیا ہے- جیسا کہ ہم جانتے ہیں ہماری زندگی کا انحصار اور دارومدار دنوں اور سالوں پر نہیں بلکہ دو سانسوں پر ہے- اس لئے ہمارا اٹھایا گیا ایک ایک قدم چاہے انفرادی زندگی میں ہو یا اجتماعی زندگی میں- اس کے قومی زندگی پر دوررس نتائج ثابت ہوتے ہیں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ صدیوں کا انحصار لمحوں پر ہوتا ہے- آج ناامیدی اور یاس و قنوطیت کے اس دور میں ہمیں سسکتی ہوئی انسانیت کے لئے درد کا درماں بننے کی ضرورت ہے- خصوصاً غزہ اور مقبوضہ جموں و کشمیر میں انسانیت اسرائیلی اور بھارتی درندوں کے ہاتھوں سسک کر آہ و فغاں کر رہی ہے- اپنی سرزمینوں سے نکالے جانے کے بعد روہنگیائی مسلمان دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں-

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ یہ نیا سال 2024ء پاکستان، امت مسلمہ اور پوری انسانیت کیلئے نیک شگون ثابت ہو- آمین!

☆☆☆

نیا سال پرانے اسباق

آصف تنویر اعوان ایڈووکیٹ

پاکستان کے قیام کو 75 برس گزر چکے ہیں- اس میں کوئی شک نہیں کہ بانیانِ پاکستان نے مسلمانانِ ہند کیلیے ایک ایسی مملکت کا خواب دیکھا تھا جہاں وہ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اپنی زندگی گزار سکیں اور اِس آزاد وطن کے حصول کے لیے ہم نے لاکھوں جانوں کی قربانیاں دیں- قدرت نے پاکستان کو کئی وسائل سے مالا مال کیا ہے- حصولِ آزادی کے ابتدائی دَور میں کم وسائل اور غیر ہنر مند افرادی قوت کے باوجود مُلک نے روز افزوں ترقی کی- پاکستان میں سرپلس بجٹ پیش کیے گئے، حتیٰ کے پاکستان نے جرمنی جیسے مختلف ممالک کو قرض دیا- ابتدائی برسوں میں بھارت کے برعکس، اپنی کرنسی ڈی ویلیو نہیں کی- پاکستان نے دنیا کی بڑی ایئر لائنز بنائیں اور ممالک کو ادارے بنانے اور چلانے کا ہنر سکھایا-

پاکستانی ثقافت اور اس کی سماجی اقدار بہت جان دار اور پُرکشش ہیں، چنانچہ پاکستانی دنیا میں کہیں بھی ہوں، اُن سے دلی طور پر جڑے رہتے ہیں- سب پاکستانی اپنی دھرتی سے والہانہ عشق کی وجہ سے پردیس میں بھی مُلک کی دامے، درمے، سخنے اور قدمے مدد کرتے اور اس سے محبّت کا دَم بھرتے ہیں- البتہ اگر آج جب ہم اپنا محاسبہ کرتے ہیں، تو صورتِ حال کچھ اچھی دکھائی نہیں دیتی- ہر شعبہ ہائے زندگی میں اک زوال کی سی کیفیت ہے- ابتدا ہی سے پاکستان میں آئین کا کام التوا میں ڈال دیا گیا- 1956ء تک آئین نہیں بن سکا اور جو آئین بنا اسے چلنے نہیں دیا گیا- نتیجتاً آج تک ملک میں آئینی کلچر پروان نہیں چڑھ سکا جو کسی بھی قوم کی ترقی کا اساس سمجھا جاتا ہے- پھر یکے بعد دیگرے کئی مارشل لاء نافذ ہوئے اور آج بھی جو نام نہاد جمہوریت ہے، عوام النّاس کی زبان میں 'لولی لنگڑی' ہے- ملک میں وڈیرہ شاہی کا نظام قائم ہے جو نہ صرف غیر جمہوری ہے بلکہ غیر انسانی بھی ہے اور اسی نظام کی وجہ سے ملک میں سیاسی جماعتیں صحیح معنوں میں تشکیل نہیں پا سکیں اور سیاسی بصیرت ناپید ہے- عدلیہ کسی بھی ملک میں انصاف کے اصولوں پر فیصلے سناتی ہے مگر پاکستان میں عدلیہ نے اکثر حق و انصاف کی بجائے ضرورت کی بنیاد پر فیصلے دیے جس وجہ سے آج قومی سطح پر عدلیہ اپنا احترام و وقار کھو چکی ہے- ریاستی ادارے بالخصوص بیوروکریسی غیر مؤثر ہوتی نظر آ رہی ہے- مندرجہ ذیل چند اوراق میں پاکستان کی 75 سالہ معاشی زندگی پر مختصر تجزیہ پیش کیا گیا ہے تاکہ ہم اپنے ماضی کی اچھائیوں کو جاری رکھنے کا اعادہ اور تجدید عہد کریں اور گزشتہ غلطیوں سے سیکھ کر انہیں درست کرنے کی کوشش کریں-

پاکستان کی معاشی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ملک خداداد چند برسوں کی مختصر حیات میں کئی عروج و زوال سے گزر چکا ہے- پاکستان کی 7 دہائیوں پر محیط معیشت کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے- 1950ء تا 1990 تک پہلے 40 برس پاکستان دنیا کے ترقی پذیر ممالک کی فہرست میں اولین ممالک میں شامل تھا جہاں ترقی کی شرح کافی تیزی سے بڑھ رہی تھی- البتہ 1990ء کے بعد پاکستان کی معیشت بتدریج زوال کا شکار ہے اور اپنے ہمسایہ ممالک کی نسبت پاکستان میں معاشی ترقی کی شرح میں شدید کمی آئی ہے- نئے برس کے آغاز پر ہمیں ماضی کی غلطیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے بہتر مستقبل کے لیے مناسب حکمت عملی بنانا ہو گی تاکہ پاکستان دوبارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے- ہمیں کسی اور ملک کی طرف دیکھنے کی

ضرورت نہیں بلکہ ہمارا اپنا ماضی تابناک گزرا ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے آج کی خامیوں کو خوبیوں میں بدلا جا سکتا ہے-

بعض تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ پاکستان کی معاشی تنزلی کی بنیادی وجہ ملک میں دہشت گردی اور امن عامہ کا مسئلہ ہے- امن نہ ہونے کی وجہ سے کئی کاروباری لوگ پاکستان میں سرمایہ کاری نہیں کرتے اور اس وجہ سے ملک کی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں- لیکن اگر تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دہشتگردی کے آغاز سے قبل ہی معاشی زوال شروع ہو چکا تھا- 1980ء میں پاکستان کی معاشی ترقی کی شرح 6.5 فیصد سالانہ تھی جبکہ 1990ء میں یہ شرح کم ہو کر 4.5 فیصد رہ گئی تھی-

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ پاکستان کی معاشی ترقی میں بین الاقوامی امداد کا خاصا کردار ہے- ان کا ماننا ہے کہ 1960ء، 1980ء اور 2000 کی دہائی میں پاکستان ترقی کر رہا تھا جس ترقی کی بنیادی وجہ پاکستان میں امریکی و دیگر بین الاقوامی معاشی امداد تھی- لیکن معاشی اعداد و شمار اس دعوی کے دلیل نہیں- درج ذیل ٹیبل میں دیئے گئے اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ جن ادوار میں ملک میں معاشی ترقی کم ہوئی ہے ان ادوار میں بیرون ملک سے پاکستان میں آنے والے پیسے زیادہ تھے اور جن ادوار میں ملک میں معاشی ترقی زیادہ ہوئی ہے ان ادوار میں بیرون ملک سے پاکستان آنے والے پیسے کی مقدار کم تھی- اس لئے ملک میں معاشی ترقی یا زوال کی بنیادی وجہ بیرون ملک امداد نہیں بلکہ کچھ اور ہے- اسی طرح اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ملٹری ڈکٹیٹرز کو بین الاقوامی امداد ملتی رہی جس وجہ سے ملٹری دور حکومت میں ترقی کی شرح زیادہ ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر ملٹری ڈکٹیٹرز کے دور حکومت میں ہی پاکستان کی معاشی امداد ختم کر دی گئی تھی اور معاشی پابندیاں بھی لگائی گئی تھیں- مثلاً 1965ء کی جنگ میں پاکستان کی امداد روک لی گئی تھی، 1971ء میں امداد پر پابندی لگی اور مشرف کے وقت پر 1999ء میں معاشی پابندیاں لگائی گئیں -لہٰذا یہ کہنا مناسب نہیں کہ پاکستان کی معاشی ترقی کی وجہ صرف اور صرف بین الاقوامی امداد ہے- البتہ بین الاقوامی امداد کے اثر کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا مگر اس کو کل وجہ قرار دینا بھی مناسب نہیں-

Foreign Capital Flows to Pakistan[1]

Period	Government Type	Growth Outcome	Annual Average Flows ($ Million)
1960	Military	High Growth	385
vs.			
1970	Democratic	Low Growth	588
1980	Military	High Growth	870
vs.			
1990	Democratic	Low Growth	1110
2000-08	Military	High Growth	1653
vs.			
2009-22	Democratic	Low Growth	2851

علاوہ ازیں بعض محققین کے رائے میں پاکستان کی معاشی پست حالی میں خطے کی سکیورٹی صورتحال، ملک کو درپیش سکیورٹی سے متعلقہ مسائل اور بجٹ کے ایک بڑا حصہ ڈیفنس پر خرچ کرنا ہے- وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں GDP کا بڑا حصہ دفاعی بجٹ میں چلے جانے کی وجہ سے ملک کے پاس وسائل نہیں بچتے کہ وہ تعلیم، صحت اور ہیومن ڈیویلپمنٹ پر لگا سکیں- اگر معاشی اعداد و شمار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے ابتدائی 40 برس ملک کا دفاعی بجٹ موجودہ دفاعی بجٹ کی نسبت زیادہ ہوا کرتا تھا چونکہ اس وقت پاکستان نیوکلئیر ہتھیار بنا رہا تھا جس کے لیے زیادہ وسائل کی ضرورت تھی- مثلاً 1950ء تا 1990ء تک 40 برس پاکستان کا دفاعی بجٹ سالانہ 9 فیصد کی شرح سے بڑھ رہا تھا جبکہ سالانہ GDP بھی 5.9 فیصد کی شرح سے بڑھ رہی تھی- 1990ء کے بعد 2016ء تک دفاعی بجٹ میں سالانہ اضافے کی شرح صرف 3 فیصد رہی ہے -1960ء تا 1990ء پاکستان GDP کا اوسطاً 6 فیصد دفاع پر خرچ کرتا تھا جبکہ اب پاکستان GDP کا صرف 2.5 فیصد دفاع پر خرچ کرتا ہے- اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ دفاعی بجٹ کے زیادہ یا کم ہونے کا معاشی صورتحال پر خاطر خواہ اثر نہیں- درحقیقت ملک کی معیشت اور ترقی کو درپیش مسائل کچھ اور نوعیت کے ہیں-

کئی تحقیقات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی ملک کی ترقی و خوشحالی اور معاشی استحکام و عروج ملک میں گورننس پر منحصر ہوتا ہے- اگر ملک میں ادارے آزاد ہوں، گڈ گورننس ہو، سیاسی استحکام ہو، بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ ہو اور قانون کی

[1]https://ishrathusain.iba.edu.pk/books/economic-highs-lows.pdf

حکمرانی ہو تو وہ ملک چاہے کسی بھی طرز حکومت کے تحت چل رہا ہو، ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہو گا- جمہوری امریکہ ہو یا کمیونسٹ روس، ملک میں حکومتی اداروں کی کارکردگی کا قومی ترقی میں نہایت اہم کردار ہوتا ہے- جتنی گورننس بہتر ہوتی جائے گی اتنا ہی معاشی ترقی میں اضافہ ہو گا- جن ممالک میں قانون کی حکمرانی ہوتی ہے وہاں معاشی و معاشرتی ترقی ناگزیر ہے اور اگر قانون امیر کے گھر کی لونڈی ہو اور طاقتور طبقہ قانون پر عمل درآمد کی بجائے کھلے عام قانون و آئین کا مذاق اڑائے تو ایسے معاشروں میں ترقی ناممکن ہوتی ہے-ایسے معاشرے جہاں قانون کی بجائے انسان اہم ہوں اور فیصلے حق کی بجائے طاقتور کے خوف کی بنیاد پر ہوں وہاں معاشی و معاشرتی زوال ناگزیر ہو جاتا ہے-وہ ممالک جہاں حکومتی ادارے چند افراد کے مفادات کا تحفظ کرتے ہوں اور جہاں مفاد عامہ کی بجائے مخصوص طبقے کے مفاد کے تحفظ کیلئے قوانین و پالیسیز بنتی ہوں وہاں ترقی بہت مشکل ہوتی ہے- اگر گورننس سے متعلقہ بین الاقوامی رپورٹس کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ 1980ء کی دہائی تک پاکستان میں گورننس نسبتاً بہتر تھی-

ملک کو ترقی کی راہ پر لانے کے لیے ماضی کی غلطیوں سے سیکھنا ہو گا اور انہیں درست کرنا ہو گا- پاکستان میں سیاسی استحکام کے بغیر معاشی ترقی ناممکن ہے- آئین پاکستان کی بنیاد اور اساس ہے- پاکستان میں آئین و قانون کی بالادستی ہی وہ واحد راستہ ہے جس سے نا صرف ماضی کی غلطیوں کے منفی اثرات کو کم کیا جا سکتا ہے بلکہ مستقبل روشن کرنے کی ضمانت بھی اسی امر میں مضمر ہے- علاوہ ازیں پاکستان کو اپنے عوام پر خرچ کرنا چاہیئے- ہیومن ڈیویلپمنٹ کسی بھی معاشرے کی ترقی کی بنیاد ہے- عام عوام کی تعلیم و تربیت اور صحت پر خرچ کرنے سے ایک بہترین قوم کی تشکیل ممکن ہے جو بعد ازاں معاشی ترقی کی ضامن بنے گی- ان پڑھ لوگ ملک کیلئے بوجھ ہوتے ہیں جبکہ تعلیم یافتہ، صحت مند اور ہنر مند افراد قوم کی قسمت پلٹ سکتے ہیں-

پاکستان میں نوجوان اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے اگر ان کی تعلیم و تربیت نہ کی گئی تو یہ رب کے انعام و رحمت سے منہ موڑنے کے مترادف ہو گا اور نتیجتاً یہ رحمت زحمت کی شکل اختیار کر لے گی- ہمارے حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ جو بھی پالیسی بنائیں اسے وسیع تر قومی مفاد میں بنایا جائے اور حکومت میں تبدیلی ہونے کی صورت میں پالیسی کو تبدیل نہ کیا جائے- پالیسی کے عمل درآمد کا تسلسل ہی اس کے مثبت نتائج کا ضامن ہوتا ہے- لہٰذا پالیسیز کے تسلسل کو یقینی بنایا جائے-

اداروں کو مضبوط اور آزاد کرنے کی ضرورت ہے- افراد کی بجائے قانون کی بالادستی ہونی چاہیئے- تمام امیر و غریب، طاقتور و کمزور قانون کے سامنے برابر ہوں تب ہی معاشرے ترقی کرتے ہیں اور قوموں کی قسمت میں عروج آتا ہے- چند اچھے فیصلے پاکستان کے مستقبل کو روشن بنا سکتے ہیں- 1947ء میں پاکستان 30 ملین لوگوں کو خوراک مہیا نہیں کر سکتا تھا اور

دوسرے ممالک پر منحصر تھا جبکہ آج پاکستان نا صرف 225 ملین کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے بلکہ دوسرے ممالک کو بھی گندم اور چاول برآمد کرتا ہے- پاکستان دنیا کے ان تین ممالک میں ہے جہاں زرعی انقلاب آیا- 1947ء میں پاکستان میں کوئی انڈسٹری نہیں تھی جبکہ آج پاکستان میں سیمنٹ، شوگر، فرٹیلائزر، کیمیکل، گھی، کپڑے اور آٹو موبائیلز کی انڈسٹریز موجود ہیں- 1947ء میں پاکستان میں فی بندہ بجلی کی پیداوار صرف 100kwh تھی جبکہ وہ آج 10000kwh سے بھی زیادہ ہے- آج پاکستان میں موٹر ویز اور سڑکیں 1947ء کی نسبت 5 گنا زیادہ ہیں- ایسی بیشمار مثالیں دی جا سکتی ہیں جن میں پاکستان نے بہتری کی ہے- اگر یہ سب کچھ ماضی میں ممکن ہوا ہے تو آج کے حالات ماضی سے زیادہ خراب نہیں- صحیح فیصلوں سے پاکستان دوبارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے- پاکستان ہمیشہ رہنے کے لیے بنا ہے اور یہ ہمیشہ رہے گا، کوئی آندھی و طوفان نہ اس چراغ کو بجھا سکا ہے اور نہ ہی بجھا سکے گا- پاکستان کی غیور عوام اس کی ترقی و کامرانی کی ضامن ہیں-

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی!

☆☆☆

اَذان اور موذّن کی فضیلت

اہمیت اور مختصر مسائل

مفتی محمد اسماعیل خان نیازی

سیّدنا حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا:

"اَلْأَذَانُ شِعَارُ الْإِيمَانِ"[1]

"اذان ایمان کے شعائر میں سے ہے"۔

اسلام کے بنیادی ارکان میں نماز عبادت و بندگی، تسلیم و رضاء، فرمانبرداری اور وحدت و اجتماعیت کا حسین و جمیل پیکر ہے اور اذان نماز باجماعت کا اعلان و بلاوا ہے۔پوری آبادی کے لئے امن و امان کا سبب ہے، نیک بندوں کے لئے رحمت کا باعث اور شیطان کیلئے زحمت کا ذریعہ ہے، اذان دینِ اسلام کا عظیم شعار اور اسلامی معاشرہ کی پہچان ہے، اس وجہ سے اسلام میں اذان کی فضیلت، اہمیت اور عظمت مُسَلَّم ہے۔ مؤذن کا بھی بہت اونچا مقام ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اذان اور مؤذن کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ برکت کے لئے چند روایتیں ملاحظہ ہوں:

قرآن پاک کی روشنی میں:

"وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ"[2]

"اور جب تم نماز کے لیے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لیے کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں"۔

اس آیت مبارک کے تحت علامہ ابن جریر طبری (رحمۃ اللہ علیہ) ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

"مدینہ طیبہ میں ایک (بدبخت) کافر تھا جب وہ سیدی رسول للہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مؤذن کو سنتا کہ وہ (اپنی زبان مبارک سے) پکار رہا ہے "أشهد أن محمدًا رسول الله" تو وہ ملعون کہتا: "حُرِّقَ الكاذب" (معاذ اللہ)۔ایک رات اس کی خادمہ آگ لائی تو وہ اور اس کے گھر والے سوئے ہوئے تھے۔ آگ سے ایک شرارہ اُڑا تو تمام گھر جل گیا اور وہ کافر اور اس کے گھر کے لوگ بھی جل گئے"۔[3]

اس روایت مبارک سے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ اللہ کے دین کی علامت کی اہانت کا ارتکاب اگر ایک غیر مسلم نے بھی کیا تو اللہ عزوجل نے اس کو ذلت و رسوائی سے دوچار فرمادیا۔ آج مادیت کے دور میں کئی مسلمان شعائر اسلام کو اہمیت نہیں دیتے اور معاذ اللہ کبھی کبھی اہانت کا ارتکاب کرتے ہوئے مؤذن کو بانگا وغیرہ کے الفاظ سے پکار بیٹھتے ہیں۔ اُنہیں اللہ عزوجل کا یہ فرمان مبارک پیشِ نظر رکھنا چاہیے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا"[4]

"اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے ان کو دوست نہ بناؤ"۔

صاحب تفسیرین شارحِ صحیحین علامہ غلام رسول سعیدیؒ اس آیت مبارک کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[1] السیوطی، عبدالرحمن بن أبي بکر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:911ھ)، جامع الأحادیث، مُسند أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث:27869، ج:25، ص:207۔

[2] المائدہ:58

[3] الطبري، محمد بن جریر (المتوفی:310ھ)۔ جامع البیان في تأویل القرآن زیر آیت: المائدہ:58، ج:8، ص:536۔

[4] المائدہ:57

”جب مسلمان سجدہ کرتے تو یہود اور مشرکین ان کا مذاق اڑاتے تھے اور جب مسلمان اذان دیتے تو وہ کہتے یہ اس طرح چلا رہے ہیں جیسے قافلے والے چلاتے ہیں“۔[5]

احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

اذان کے لیے قرعہ اندازی اور باہم مقابلہ:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”اگر لوگ جانتے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کیا (فضیلت) ہے اور پھر قرعہ اندازی کے بغیر (یہ سعادت) حاصل نہ کر سکتے تو قرعہ اندازی کرتے“۔[6]

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”اگر لوگوں کو اذان کے ثواب کا علم ہو جائے تو وہ اس کی خاطر تلواروں کے ساتھ باہم بر سرپیکار ہو جائیں“۔[7]

سیّدنا حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ مبارک میں حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کی امارت میں ملک عراق میں قادسیہ کا معرکہ پیش آیا، مؤذن کا انتقال ہو گیا، تو اس منصب و ذمہ داری کو حاصل کرنے کیلئے اختلاف کی نوبت پیش آئی، تو حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے اس اختلاف و نزاع کو ختم کرنے کے لئے قرعہ اندازی کے ذریعہ فیصلہ فرمایا۔[8]

مؤذن کے لیے مخلوق کی گواہی:

حضرت عبد الرحمٰن بن ابو صعصعہ انصاری مازنی کے والد ماجد سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے اُن سے فرمایا:

”میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو۔ جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہوا کرو تو نماز کے لیے اذان کہو اور خوب بلند آواز سے کہو کیونکہ مؤذن کی اذان کو جو بھی جن یا انسان یا دوسری مخلوق سنے گی وہ قیامت کے روز اس کے لیے گواہی دے گی۔ حضرت ابو سعید (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے یہ بات سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنی“۔[9]

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور اذان دینے والے کیلئے ہر تر اور خشک چیز (اس کے حق میں) گواہی دیتی ہے“۔[10]

حضرت طلحہ بن یحیٰ (رضی اللہ عنہ) اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) کے پاس تھا کہ مؤذن نے آپ (رضی اللہ عنہ) کو نماز کے لیے بلایا۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب سے بلند ہوں گی“۔[11]

فائدہ: لمبی گردن کے کئی معانی ہیں، کسی نے لمبی گردن کا مفہوم لیتے ہوئے کہا اللہ کی رحمت کی طرف دیکھنے والا یعنی زیادہ اجر کا باعث۔ کسی نے اس کا حقیقی معنی مراد لیا ہے جب قیامت میں لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے تو ان کی گردن لمبی کر دی جائے گی۔ قاضی عیاضؒ نے اعناق میں الف کو زیر کے ساتھ کہا ہے جس کا معنی جنت کی طرف جلدی جانے والا۔

---

[5] تبیان القرآن زیر آیت، النساء:140

[6] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، (دار: طوق النجاۃ۔1422ھ)، کِتَابُ الأَذَانِ، رقم الحدیث:615، ج:1، ص:126۔

[7] احمد بن محمد بن حنبل ﷫، مسند، مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم، رقم الحدیث:11241، ج:17، ص:341۔

[8] ابن رجب ﷫ زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن ﷫ (المتوفی:795ھ)، فتح الباري شرح صحيح البخاری، (الناشر: مكتبة الغرباء الأثرية - المدينة النبوية (ﷺ)، باب الاستهام في الاذان، ج:5، ص:276۔

[9] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، (دار: طوق النجاۃ۔1422ھ)، کِتَابُ الأَذَانِ، رقم الحدیث:609، ج:1، ص:125۔

[10] ابوداؤد، سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود، (بيروت: المكتبة العصرية، صيدا) بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ، ج:1، ص:142، رقم الحديث:515۔

[11] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کِتَابُ الصلٰوۃ، بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَهَرَبِ الشَّيْطَانِ عِنْدَ سَمَاعِهِ، ج:1، ص:290۔

اذان واقامت کے درمیان دعا کی قبولت:

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”اذان اور تکبیر کے درمیان جو دعا بھی مانگی جائے وہ رد نہیں ہوتی (یعنی ہر صورت قبول ہوتی ہے)“۔[12]

مؤذن کے حق میں دعاء مغفرت اور دعاءِ رحمت:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جہاں تک مؤذن کی اذان کی آواز پہنچتی ہے، وہاں تک کی وہ تمام چیزیں جو اس کی اذان سنتی ہیں سب اس کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں“۔[13]

ایک اور روایت میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے امام اور مؤذن کو دعاؤں سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ! اماموں کو (صحیح علم و عمل) کی توفیق دے اور مؤذنوں کو بخش دے“۔[14]

اذان کے بدلے نیکیاں اور جہنم سے خلاصی:

حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص 12 سال تک اذان دے اس کے لئے بہشت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے لئے ہر روز ہر اذان پر 60 نیکیاں اور ہر تکبیر پر 30 نیکیاں لکھی جاتی ہیں“۔[15]

ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص ثواب کی امید رکھتے ہوئے 7 سال تک اذان دے تو اس کیلئے جہنم سے خلاصی لکھ دی جاتی ہے“۔[16]

مؤذن کے سر پہ دستِ رحمت:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”مؤذن کے سر پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اور اسے اس کی آواز کی پہنچ تک، جہاں تک بھی پہنچ جائے، معاف کر دیا جاتا ہے“۔[17]

یومِ حشر بھی اذان کی سعادت:

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”اذان کہنے والے اور تلبیہ (لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ) کہنے والے جب اپنی قبروں سے نکلیں گے تو مؤذن اذان اور ملبی (تلبیہ کہنے والے) تلبیہ کہہ رہے ہوں گے“[18]

اذان کی وجہ سے چوبیس گھنٹے حفاظت:

حضرت معقل بن یسار (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جب لوگوں کی (کسی بستی) میں صبح کی اذان کہی جائے تو وہ شام تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتی ہے اور جب شام کی اذان کہی جائے تو وہ صبح تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتی ہے“۔[19]

حشر میں امتیازی مقام:

حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

---

[12] ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، ج:1، ص:144، رقم الحديث:521۔

[13] ابن ماجۃ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، (الحلب: دار إحياء الكتب العربية)، كِتَابُ الْأَذَانِ، وَالسُّنَّةُ فِيهِ، ج:1، ص:240، رقم الحديث:724۔

[14] ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤَذِّنِ مِنْ تَعَاهُدِ الْوَقْتِ، ج:1، ص:143، رقم الحديث:517۔

[15] ابن ماجۃ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، (الحلب: دار إحياء الكتب العربية)، كِتَابُ الْأَذَانِ، وَالسُّنَّةُ فِيهِ، ج:1، ص:241، رقم الحديث:728۔

[16] ایضاً، ص:240، رقم الحديث:727۔

[17] الطبرانی، سلیمان بن أحمد، المعجم الأوسط، (دار القاهرة، دار الحرمين)، باب: مَنِ اسْمُهُ أَحْمَدُ، رقم الحديث:1987، ج:2، ص:281۔

[18] ایضاً، رقم الحديث:1558، ج:04، ص:40۔

[19] الطبرانی، سلیمان بن أحمد رحمہ اللہ، المعجم الكبير، باب: معاوية بن قرة، عن معقل بن يسار رضی اللہ عنہ، ج:20، ص:215۔

"تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے، جنہیں دیکھ کر تمام اولین وآخرین رشک کریں گے، ایک ایسا غلام جو اللہ اور اپنے آقا کے حقوق ادا کرتا ہو، دوسرے وہ امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں، تیسرے وہ موٴذن جو پانچوں وقت کی اذان دیتا ہو"۔[20]

سیدنا آدم (علیہ السلام) کی آمد کے بعد کرۂ ارض میں پہلی اذان اور اسم محمد (ﷺ) کی گونج:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"حضرت آدم (علیہ السلام) (سب سے پہلے) ہند میں اترے تو آپ (علیہ السلام) نے وحشت محسوس کی تو حضرت جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے، اور اذان دی: "الله أكبر أشهد أن لا إله إلا الله"، "أشهد أن محمد رسول الله" دو مرتبہ کہا: تو حضرت آدم (علیہ السلام) نے کہا: (سیدنا) محمد (ﷺ) کون ہیں؟ تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا: یہ تیری اولاد میں سے جو انبیاء (علیہم السلام) (تشریف لائیں گے ان میں سے سب سے آخر میں) تشریف لانے والے ہیں"۔[21]

(نوٹ: اس روایت کو امام طبرانی، ابو نُعیم الاصبہانی اور امام ابن عساکر نے مختلف الفاظ کے ساتھ رقم فرمایا ہے)

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کی چاہت مبارک:

اسی طرح حضرت قیس بن حازم (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرمایا کرتے تھے:

"اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ اور مسلمانوں کی ذمہ داری میرے کندھوں پر نہ ہوتی، تو میں اذان دیا کرتا"۔[22]

حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی چاہت مبارک:

سیّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) سے (سیّدنا) حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) کے لئے موٴذن بنانے کی درخواست نہیں کی"۔[23]

اذان کا جواب اور بعد از اذان درود پاک کا ثبوت:

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو العاص (رضی اللہ عنہ) نے آقا کریم (ﷺ) کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"جب تم موذن کو سنو تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے- پھر مجھ پر درود وسلام بھیجو، جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے- پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو- یہ جنت میں ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو گئی"۔[24]

خاتم الانبیاء، تاجدارِ کائنات (ﷺ) کے اسم مبارک سُن کر انگوٹھے چومنے کا ثبوت:

امام عجلونی (رحمۃ اللہ علیہ) امام دیلمی (رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ:

"جب آپ (رضی اللہ عنہ) نے موٴذن کو کہتے سنا "أشهد أن محمد رسول الله" آپ (رضی اللہ عنہ) نے بھی اسی طرح کہا، اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور اپنی آنکھوں پہ لگایا تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ فَعَلَ فِعْلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي"

"جس نے اس طرح کیا جس طرح میرے دوست نے کیا تو اس پہ میری شفاعت واجب ہو گئی"۔[25]

---

[20] الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ (ﷺ)، ج:4، ص:355۔ رقم الحدیث:1986۔

[21] جامع الأحادیث لجلال الدین سیوطی، باب: حرف النون

[22] ابن ابی شیبہ، أبو بكر بن أبي شيبة عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان (المتوفی:235ھ)، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، الطبعۃ الاولی (الناشر: مکتبۃ الرشد- الرياض)، كِتَابُ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، رقم الحدیث:2345، ج:1، ص:204۔

[23] الطبرانی، سليمان بن أحمد، المعجم الأوسط، (دار القاهرة، دار الحرمين)، باب: مَنِ اسْمُهُ أَحْمَدُ، رقم الحدیث:7567، ج:7، ص:305۔

[24] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم (بيروت، دار إحياء التراث العربي)، كِتَابُ الصَّلَاةِ، ج:1، ص:288

[25] العجلونی، إسماعيل بن محمد بن عبد الهادی، (الناشر: المكتبة العصرية، 1420ھ)، باب: حرف الميم، ج:2، ص:243

اگر سوال پیدا ہو کہ یہ روایت معاذ اللہ صحیح نہیں تو اس کا جواب دیتے ہوئے ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

"جب اس حدیث کا رفع حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) تک صحیح ہو گیا، تو فرمان رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم):

"علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی"

"تم پہ میری سنت اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کی پیروی لازم ہے"

کی وجہ سے اتنا عمل کے لیے کافی ہے"۔[26]

مزید علامہ اسماعیل الحقی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

"علماء سے عملیات میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا ثابت ہے، یہ حدیث مبارک غیر مرفوع ہے اس سے کب لازم آتا ہے کہ اس سے عمل ترک کیا جائے"۔[27]

اسی طرح امام سخاوی (رحمۃ اللہ علیہ) روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسن (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مؤذن سے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله" سُن کر کہے: مَرْحَبًا بِحَبِيْبِیْ وَقُرَّةِ عَيْنِیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"، پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے، وہ کبھی اندھا نہ ہو گا اور نہ ہی اُس کی آنکھیں دُکھیں گی"۔[28]

صاحب روح البیان ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ:

"اللہ عزوجل نے تاجدارِ کائنات، احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جمال جہاں آراء کو حضرت آدم (علیہ السلام) کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں رکھا تو وہ شیشے کی طرح چمکنے لگا، اس پر حضرت آدم (علیہ السلام) نے اپنے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پہ ملے۔ اسی طرح اسی روز سے آپ (علیہ السلام) کی اولاد کیلئے انگوٹھے چومنا سنت ہوا۔ یہی واقعہ جب حضرت جبریل (علیہ السلام) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سنایا تو سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میرا نام اذان میں سنا، پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور اپنی آنکھوں پر پھیرا، وہ کبھی اندھا نہیں ہو گا"۔[29]

امام ابن عابدین (رحمۃ اللہ علیہ) اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"(اذان میں) پہلی شہادت کے سننے کے وقت "صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله" اور دوسری شہادت کے سننے کے وقت "قُرَّتْ عَيْنِیْ بِكَ يَارَسُوْلَ الله"، (اے اللہ کے رسول! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سبب میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی) کہنا مستحب ہے، پھر اس کے بعد دونوں انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر یہ دعا کرے: "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" (اے اللہ! مجھے قوتِ سماعت اور بینائی کی دولت نواز دے) اس لیے

کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسا کرنے والے کو جنت کی طرف لے جائیں گے"۔[30]

(کنز العباد اور قہستانی اور اسی طرح "فتاویٰ صوفیہ" میں ہے۔ مزید اس روایت کو علامہ اسماعیل حقی (رحمۃ اللہ علیہ) اور امام طحاوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی امام قہستانی کے حوالے سے نقل کیا ہے)۔

مزید فرماتے ہیں:

"جس شخص نے اذان میں "أَشهدُ أَنَّ محمدًا رّسولُ الله" سنتے وقت اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما،

---

[26] ایضاً

[27] حقی، إسماعيل بن مصطفى۔ روح البيان، (بیروت: دار الفکر) زیر آیت الاحزاب:56، ج:7، ص:229

[28] السخاوی، محمد بن عبدالرحمن بن محمد، ایڈیشن اولی (دار الكتاب العربي – بيروت، 1405ھ) ج:1، ص:606۔

[29] حقی، إسماعيل بن مصطفى۔ روح البيان، (بیروت: دار الفکر) زیر آیت الاحزاب:56، ج:7، ص:229

[30] ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبدالعزيز، ردالمحتار على الدر المختار۔ ج:1، ص:398۔

میں اس کا قائد ہوں گا اور اسے لے کر جنت کی صفوں میں داخل کروں گا"۔[31]

قبر میں اذان:

حضرت لالکائی حضرت یحیٰ بن معین (رضی اللہ عنہ) سے سنت میں اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ مجھے گورکن نے کہا کہ:

"میں اس قبرستان میں سب سے تعجب والی چیز جو دیکھی ہے وہ یہ کہ میں نے ایک قبر سے اس طرح کراہنے کی آواز سنی جس طرح مریض کراہتا ہے اور ایک قبر سے میں نے سنا کہ مؤذن اذان دے رہا ہوتا ہے اور وہ اس کو قبر سے جواب دیتا ہے"۔[32]

اذان کی آواز سُن کر جواب نہ دینے والے پر وعید:

حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) روایت بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے:

"ایک وہ شخص جس کو لوگ (کسی معتبر وجہ سے) ناپسند کرتے ہوں اور وہ ان کی امامت کرائے۔(دوسرا) وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔(تیسرا) وہ آدمی جو "حَیَّ عَلَی الْفَلَاح" کی آواز سنے اور جواب نہ دے"۔[33]

مختصر وضاحت: امام سے متعلق مذکورہ حدیث کا حکم اس وقت ہے جب لوگ کسی دینی وجہ سے مثلاً: اس کی جہالت یا فسق کی وجہ سے ناپسند کرتے ہوں لیکن اگر ان کی ناپسندیدگی کسی دنیوی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ہو تو یہ حکم نہیں۔ اذان کا جواب دو طرح کا ہوتا ہے: ایک تو یہ کہ اذان کی آواز سن کر مسجد کی طرف چل دیا جائے، اسے اجابت بالقدم کہتے ہیں اور یہ واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ زبان سے مؤذن کی طرح الفاظ کہے جائیں، اسے اجابت باللسان کہتے ہیں مذکورہ حدیث کا تعلق اجابت بالقدم سے ہے۔

اذان کی آواز سُن کر شیطان ملعون کا بھاگنا:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"جب نماز کے ندا دی جائے (یعنی جب مؤذن اذان دیتا ہے) تو شیطان اپنی دُبر سے ریح خارج کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سُنے جب مؤذن اذان مکمل کرلیتا ہے تو واپس آتا ہے اور نمازیوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے"۔[34]

حافظ ابن حجر (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

" اذان کی آواز سے شیطان کا ریح خارج کرتے ہوئے بھاگنا ممکن ہے کہ بطور استخفاف و استہزاء کے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اذان کی آواز پر شدتِ خوف کی وجہ سے بے قابو ہو کر ریح خارج کرتا ہوا بھاگنے لگے"۔

علامہ نووی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"شیطان اذان کی آواز نہ سننے کے ارادہ سے بھاگتا ہے تاکہ قیامت کے دن اذان اس کے خلاف حجت نہ ہو جائے، ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اذان وحدانیت، شعائر اسلام اور اعلان پر مشتمل ہے، اس لئے غضبناک ہو کر راہ فرار اختیار کرتا ہے"۔

حرفِ آخر:

بہت سے نمازی اذان دینے سے کتراتے ہیں، اس میں اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں، بعض اوقات اذان دینے والوں کے بارے میں نازیبا الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ ہمیں مذکورہ بالا روایات میں غور کرکے کوشش کرنی چاہیے کہ زندگی میں چند بار ضرور اذان دیں تاکہ اللہ عزوجل شاید اپنے فضل وکرم سے ہمیں قیامت کے دن مؤذنین کی صف میں شامل فرمادے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو احکامِ اسلام کی مکمل پاسداری نصیب فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

---

[31] ایضاً

[32] السیوطی، عبدالرحمن بن أبي بکر (المتوفی:911ھ)، شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، فصل فِيهِ فَوَائِد، ج:1، ص:144۔

[33] سُنن الترمذی، أَبْوَابُ الصَّلَاةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ج:2، ص:191، رقم الحدیث:358۔

[34] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، کِتَابُ الأَذَانِ، رقم الحدیث:608، ج:1، ص:125۔

بصد عجز و نیاز ہدیۂ عقیدت بحضور:

سیدۂ کائنات

مفتی محمد شیر القادری
صدرِ تحقیق: جامعہ غوثیہ عزیزیہ انوار حق باھوؒ

”اے اہلِ محشر! اپنی نظریں جھکالو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گزر جائیں“۔[1]

جن شان اور عظمت کا یہ عالَم ہو، اُن کی ذاتِ ستودہ صفات کے بارے نقائص اور تقصیروں سے بھری عقلیں کیا لکھیں- ان کی ذاتِ اقدس پہ کچھ لکھنے یا پڑھنے کے تقاضے پہ اس لئے جسارت کر بیٹھتے ہیں کہ شاید یہی ہمارے لئے آخرت کا توشہ بن جائے، شاید ان کی ذات پہ کچھ پڑھ کر ہم سچ توبہ کی طرف مائل ہو جائیں، راہِ راست پہ آجائیں، ہمارے ایمان تقویت پا جائیں، ہماری آنکھیں اور دل دولتِ حیا سے نواز دیئے جائیں، شاید اسی صدقے ہمیں دین پہ استقامت مل جائے، ہدایت کا نُور نصیب ہو جائے، سجدوں میں لذت و گداز مل جائے، رکوع میں خشوع و خضوع مل جائے، شاید اسی صدقے ہمارے دل غفلت کی گرد سے پاک ہو جائیں، سینے کے آئینے وسوسوں کی غبار سے صاف ہو جائیں، عقل پہ چڑھا جہالت کا زنگ اتر جائے، شاید اسی صدقے ہمیں آخری سانس پہ سیدہ پاک کے بابا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت کی گواہی نصیب ہو جائے-

وہ سیدہ پاک، خاتون جنت (علیہا السلام) جنہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے جگر کا ٹکڑا قرار دیتے، جن کی آمد پہ تاجدارِ کائنات، سید دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کا استقبال فرماتے، اپنی جگہ پہ بٹھاتے، پیشانی مبارکہ پہ بوسہ دیتے، فرشتے جن کی گھر کی چار دیواری کے تقدس کا خیال کرتے، جن کی عفت، تطہیر اور عزت و کرامت پر قرآن مجید میں سند نازل کی گئی، جو پروردہ آغوش نبوت اور اُم الائمہ ہیں، جن کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر تاجدارِ فقر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چشمان مبارکہ بھر آتیں لیکن صبر کی تلقین فرماتے- حضور شہنشاہِ بغداد (رضی اللہ عنہ) جن کی نسبت پہ فخر کرتے ہیں-

حضور سُلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) خود کو آپ (علیہا السلام) کے فرزندان کے مبارک قدموں کی خاک قرار دیتے اور اس کو اپنے فقر کی معراج قرار دیتے اور اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) جن کے مزار مبارک کے طواف اور چوکھٹ پہ سجدہ کی آرزو کرتے لیکن شریعت کی پاسداری آڑے آتی- بلاشبہ آپ (علیہا السلام) کے فضائل و کمال لکھنے سے نہ صرف قلم قاصر ہیں بلکہ عقل و خرد میں اتنی وسعت و ہمت ہی نہیں کہ آپ (علیہا السلام) کے مقام و مرتبے کا ادراک کر سکے- محض سعادت دارین اور خفتہ و خوابیدہ بخت کو سنوارنے کیلئے قرآن و سُنت اور اقوال صالحین کی روشنی چند سرخیوں میں اپنی حیاتِ قلبی کا سامان کرتے ہیں: اس دعا کے ساتھ کہ اللہ عزوجل ہم سب کو درِ زہراء (علیہا السلام) کی دائمی غلامی عطا فرمائے- آمین!

اسم گرامی، ولادت باسعادت اور القاب مبارکہ:

آپ (علیہا السلام) کا اسم مبارک ”فاطمہ“ ہے، علامہ قسطلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ فاطمہ ”فَطَمَ“ سے بنا ہے- ”فَطَمَ“ کے معنی دودھ پینے سے روکنے کے ہیں- اصطلاح میں اس حوالے سے آپ (علیہا السلام) کا نام ”فاطمہ“ ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہا السلام) کی اولاد اور محبین کو دوزخ سے دور کر دیا ہے-

[1] حاکم، محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، المستدرك على الصحيحين، بابُ ذِكْرِ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰه (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، رقم الحديث: 4728

علامہ ابن اثیر (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

آپ (علیہا السلام) کا اسم مبارک "فاطمہ" اس لیے رکھا گیا کیونکہ آپ (علیہا السلام) نے اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر کے اللہ عزوجل کی طرف متوجہ کر لیا تھا-[2] سیدۃ النساء، اُم الحسنین کریمین، پروردہ آغوشِ خدیجۃ الکبرٰی، لختِ جگر حضرت محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت فاطمۃ البتول الزہراء (علیہا السلام) کی ولادت با سعادت مشہور روایت کے مطابق بعثت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ایک سال بعد (بمطابق 20 جمادی الثانی، بروز جمعۃ المبارک بمقام مکہ مکرمہ) ہوئی- آپ (علیہا السلام) کے القاب مبارکہ میں سے:

"فاطمہ اور زہرا، سیدہ، سیدۃ النساء العالمین، بتول، زاکیہ، طیبہ، طاہرہ، شافعہ، شافیہ، مشفعہ، عفیفہ، نفیسہ، زاہدہ، صابرہ، شاکرہ، قاسمہ، واہبہ، راضیہ، مرضیہ، ام ابیھا، مخدومہ کائنات اور خاتون جنت، خاتونِ قیامت معروف القاب ہیں"-

قرآن مجید اور شانِ سیدہ خاتون جنت (علیہا السلام):

آیت تطہیر:

"اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا"[3]

"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے"-

حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) ارشاد فرماتی ہیں کہ:

"یہ آیت مبارک میرے گھر میں نازل ہوئی- سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی المرتضٰی، سیدہ فاطمۃ الزہراء، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہم) کو طلب فرمایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے ساتھ خیبر کی بنی ہوئی چادر میں داخل ہو گئے اور ارشاد فرمایا: "یہ میرے اہل بیت ہیں"-[4]

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک صبح باہر تشریف لے گئے:

"آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوپر اون کی مخلوط چادر مبارک تھی، پس حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، آپ نے انہیں چادر مبارک میں داخل فرمالیا- پھر حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں بھی اپنی چادر مبارک میں داخل فرما لیا- پھر حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لائیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں بھی اپنی چادر مبارک میں داخل فرمالیا- پھر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں بھی اپنی چادر مبارک میں داخل فرمالیا- پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

"اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا"[5]

نجران کے عیسائیوں سے مباہلے کے وقت نازل ہونے والی آیت:

"فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ"[6]

"(اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!) ان سے فرمادو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مُباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں"-

حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ:

"جب یہ آیت (مباہلہ) نازل ہوئی تو آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) کو بلایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں"-[7]

---

[2] القسطلانی، المتوفٰی:923ھ)، المواھب اللدنیۃ، الفصل الثانی فی ذکر أولادہ الکرام علیہ وعلیھم الصلاۃ والسلام، ج:01، ص:482-

[3] احزاب:33

[4] القرطبی رحمۃ اللہ علیہ، الجامع لأحکام القرآن، ایڈیشن دوم، (القاھرۃ: دار الکتب المصریۃ، 1384ھ) زیرِ آیت: الاحزاب:33

[5] ابن کثیر، (المتوفی:774ھ)، تفسیر القرآن العظیم، زیرِ آیت الاحزاب:4، 33

[6] آل عمران:61

[7] السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر (المتوفی:911ھ)، الدر المنثور- (بیروت: دار الفکر) زیر آیت: آل عمران:61، ج:02، ص:233-

سیدہ خاتون جنت (رضی اللہ عنہا) کا کاشانہ اقدس افضل ترین گھرانوں میں:

"فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ"[8]

"ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام"۔

جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ کس کے گھر ہیں؟ حضور نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ یہ انبیاء کے گھر ہیں۔ پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہِ اقدس میں حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور عرض گزار ہوئے (یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا یہ گھر جس میں حضرت علی المرتضیٰ اور فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) رہتے ہیں۔ (یہ گھر مبارک بھی) ان میں شامل ہے تو آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"نعم من افاضلها"[9]

"ہاں! یہ ان بہترین گھروں میں سے ایک ہے"۔

آیتِ مؤدت:

"قُلْ لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى"[10]

"تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبّت"۔

حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ: "جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کی قرابت کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کے دو بیٹے (حسن و حسین (رضی اللہ عنہم))"۔[11]

جگر گوشہ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم):

"ترمذی شریف" میں حضرت عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "(حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو بات انہیں تکلیف دیتی ہے وہ مجھے رنج پہنچاتی ہے اور جس بات سے ان کو دکھ ہوتا ہے اس سے مجھے بھی دکھ ہوتا ہے"۔[12]

سیّدہ زہراء (رضی اللہ عنہا) کی ناراضگی میں اللہ عزوجل کی ناراضگی اور خوشی میں اللہ عزوجل کی رضا و خوشنودی:

حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) سے ارشاد فرمایا: "بے شک تمہارے ناراض ہونے سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے اور تمہارے خوش ہونے سے اللہ پاک خوش ہوتا ہے"۔[13]

حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ: "حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن و حضرت حسین (رضی اللہ عنہم) سے ارشاد فرمایا: تم جس سے جنگ کرو گے میں اس کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں اور جس سے تم صلح کرو میں اس سے صلح کرنے والا ہوں"۔[14]

اہلِ مؤدت و محبت کیلئے بشارت:

سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) سے عقیدت کا دم بھرنے والے صحیح العقیدہ مسلمان ان شاء اللہ روزِ محشر آپ (رضی اللہ عنہا) کی

[8] النور:36
[9] السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، الدر المنثور-(بیروت: دار الفکر)، زیر آیت:36، سورۃ النور-ج:06، ص:203-
[10] الشوریٰ:23
[11] السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، الدر المنثور-(بیروت: دار الفکر) ج:07، ص:348-ذیر آیت الشوریٰ:23
[12] الترمذی، محمد بن عیسی (المتوفی: 279ھ)، سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، (الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي- مصر (1395ھ)، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، ج05، ص:698-رقم الحدیث:3869-
[13] حاکم، محمد بن عبداللہ (المتوفی:405ھ)، المستدرك على الصحيحين، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ 1411ھ)، باب ذِكْرِ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ج:03، ص:167، رقم الحدیث:4730-
[14] الترمذی، (المتوفی:279ھ)، سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، رقم الحدیث:3870-

شفاعت سے بہرہ مند ہونگے-جیسا کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”بے شک سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوں گے وہ مَیں، (سیدہ) فاطمہ اور (سیدنا) حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) ہوں گے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس ہم سے محبت کرنے والوں کا کیا بنے گا؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے پیچھے پیچھے ہوں گے“-[15]

عکسِ شمائلِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم):

’صحیح بخاری‘ میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے:

”ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ مبارک میں بیٹھیں تھیں اور ہم میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھیں تو سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) چلتی ہوئی آئیں، اللہ کی قسم! ان کی چال حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چال مبارک کے مشابہ تھی، حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ (رضی اللہ عنہا) کو دیکھ کر خوش آمدید کہا اور ارشاد فرمایا: ”مَرْحَبًا بِابْنَتِي“-میری بیٹی کو خوش آمدید- پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ (رضی اللہ عنہا) کو اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھایا“-[16]

تمام مؤمن عورتوں کی سردار اور افضل:

’صحیح بخاری‘ میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”اے فاطمہ! کیا تم اس سے راضی نہیں کہ تم تمام مؤمن عورتوں کی سردار ہو یا تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو“-[17]

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”تمام جہانوں کی عورتوں میں سے سب سے افضل مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں“-[18]

’ترمذی شریف‘ میں حضرت حذیفہ بن یمان (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ:

”ایک فرشتہ جو اس رات سے قبل کبھی زمین پہ نہیں اُترا تھا، اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ مجھے سلام کرے اور مجھے خوشخبری دے کہ (سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور (سیدنا) حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں“-[19]

اللہ عزوجل کے حکم سے نکاح:

مخدومہ کائنات کے سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کے واقعہ کو امام طبرانی و دیگر محدثین نے روایت کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) سے کر دوں“-[20]

تسبیحِ فاطمہؓ:

سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) نے ایک دفعہ خادم کی عرض کی تو آقا پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے اور سیدہ خاتونِ جنت (رضی اللہ عنہا) اور حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے درمیان تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا:

”جب تم دونوں اپنے اپنے بستر پر جانے لگو تو 34 مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 33 مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو یہ تمہارے لیے اس چیز سے بہتر ہے جس کا تم دونوں نے سوال کیا“-[21]

---

[15] حاکم، (المتوفی: 405ھ)، المستدرك على الصحيحين باب ذِكْرِ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ (ﷺ)، رقم الحديث: 4723-

[16] البخاری، الجامع الصحيح، كِتَابُ المَنَاقِبِ، رقم الحديث: 3623

[17] ایضاً، رقم الحديث: 3624-

[18] احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 241ھ)، فضائل الصحابة، فَضَائِلُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، -رقم الحديث: 1332-

[19] الترمذی، (المتوفی: 279ھ)، سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: 3781-

[20] الطبرانی، سليمان بن أحمد رحمۃ اللہ علیہ المعجم الكبير، (مكتبة ابن تيمية، القاهرة الطبعة: الثانية)، ج: 10، ص: 156، رقم الحديث: 10305-

[21] البخاری، الجامع الصحيح، بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ القُرَشِيِّ الهَاشِمِيِّ أَبِي الحَسَنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم الحديث: 3705-

آج بھی صلحاء واولیاء کرام کا یہ محبوب عمل ہے کہ وہ ہر نماز بالخصوص فرائض کی ادائیگی کے بعد اپنی انگلیوں کے پوروں یا تسبیح پر اس عمل کو بجالاتے ہیں۔

وصالِ مبارک:

اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے:

’’سیدہ خاتونِ جنت (رضی اللہ عنہا) کا انتقال مبارک 3 رمضان المبارک کو حضور رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد ہوا (اور اس وقت آپ (رضی اللہ عنہا) کی عمر مبارک 29 برس تھی)‘‘۔[22]

حضرت اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا ہے:

’’سیدۃ النساء خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کی طبیعت مبارک ناساز تھی آپ (رضی اللہ عنہا) نے اس میں وصال مبارک فرمایا اور میں تیماردار تھی، ایک دن صبح سویرے میں نے دیکھا کہ آپ (رضی اللہ عنہا) کو افاقہ نظر آرہا تھا اور حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کسی کام سے باہر تشریف لے گئے تھے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: اے امی جان! میرے لئے پانی انڈیل دو، (بس) میں نے پانی تیار کر دیا اور جس طرح آپ (رضی اللہ عنہا) تندرستی میں غسل فرماتی تھیں ویسے ہی خوب غسل فرمایا، پھر آپ (رضی اللہ عنہا) نے نئے کپڑے طلب فرمائے، مَیں نے ان کو نئے کپڑے بھی دے دیئے جو انہوں نے خود پہن کر فرمایا: امی جان! اب آپ ذرا میرے لئے گھر کے وسط میں بچھونا بچھا دیجئے، میں نے یہ بھی کر دیا، پس آپؓ بستر پر استراحت فرما ہوئیں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنا ایک دستِ اقدس اپنے گال کے نیچے رکھ کر کہا: اے امی جان! اب میں اللہ تعالیٰ سے ملنے جارہی ہوں اور میں نے غسل بھی کر لیا ہے پس اب کوئی اور مجھ سے کپڑا نہ ہٹائے اور اس کے بعد آپ (رضی اللہ عنہا) کی روح مبارک پرواز کر گئی‘‘۔[23]

مزار پر انوار:

مشہور روایت کے مطابق سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مزار پر انوار جنت البقیع میں مرکز انوار و تجلیات ہے۔

علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کا نذرانہ عقیدت:

مفکرِ اسلام حضرت علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) سیدہ اُم حسنین (رضی اللہ عنہا) کا مقام اور مرتبہ یوں بیان کرتے ہیں:

رشتہ آئینِ حق زنجیر پا است
پاس فرمانِ جنابِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) است
ورنہ گردِ تربتش گردیدمے
سجدہ ہابر خاک او پاشیدمے

’’اللہ عزوجل کے دین (قرآن وسنت) سے تعلق میرے پاؤں کی زنجیر ہے (یعنی مجھے روک رکھا ہے) اور مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرمان مبارک کا پاس ولحاظ ہے ورنہ میں سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کے قبر انور کے گرد طواف کرتا اور اس کی خاک مبارک پر سجدے کرتا‘‘۔

ایک اور مقام پہ لکھتے ہیں:

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادران را اسوہ کامل بتول

’’تسلیم اور عبودیت کی کھیتی کا حاصل سیّدہ بتول (رضی اللہ عنہا) ہیں اور ماؤں کیلئے نمونہ کاملہ سیّدہ بتول (رضی اللہ عنہا) ہیں‘‘۔

حرفِ آخر:

بلاشبہ سیدۂ کائنات (رضی اللہ عنہا) کی پاکیزہ تر زندگی مبارک کے ہر پہلو میں انسانیت کی فلاح کا راز مضمر ہے۔ آج اس پرفتن دور میں عالم اسلام کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کیلیے پیغام ہے کہ وہ سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کے دامن سے وابستہ ہو کر آپ (رضی اللہ عنہا) کی پاکیزہ و مصفا سیرت پر عمل پیرا ہوں۔ آخر میں حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کے اس پیغام کے ساتھ اپنی معروضات کو سمیٹتے ہیں:

اگر پندی ز درویشی پذیری
ہزار امت بمیرد تو نمیری

’’اگر اس درویش کی نصیحت کو تو یاد رکھے، تو ہزاروں قومیں مر جائیں گی مگر (اے دختر) تیری قوم نہ مرے گی‘‘۔

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیری بگیری

’’اسوۂ بتول کو اپنالے اور اس جہاں کی آلودہ نگاہوں سے اپنے آپ کو چھپالے پھر تیری آغوش میں شبیر (حسین) (رضی اللہ عنہ) ہوں گے‘‘۔

☆☆☆

[22] حاکم، (المتوفی: 405ھ)، المستدرك على الصحيحين، ذِكْرُ وَفَاةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَالِاخْتِلَافُ فِي وَقْتِهَا، رقم الحديث: 4761-

[23] احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 241ھ)، فضائل الصحابة، كتاب فَضَائِلُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، رقم الحديث: 1074-

الحافظ البارع شیخ الاسلام امام بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد صدیق خان قادری

نام ونسب:

آپ کا نام محمود، کنیت ابو محمد، لقب بدرالدین ہے اور نسب نامہ کچھ اس طرح سے ہے: محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود-[1]

ولادت وخاندان:

آپ رمضان المبارک سن 762ھ میں عین تاب شہر میں پیدا ہوئے[2]-

یہ حلب سے تقریباً 3 مراحل پر واقع ایک خوبصورت شہر تھا چٹانوں میں تراشا ہُوا مضبوط قلعہ تھا اس میں باغوں اور نہروں کی کثرت تھی- یہ شہر دلوک کے نام سے بھی پہچانا جاتا تھا اسی شہر کی طرف نسبت کرکے عین تابی اور اُس میں تخفیف کرتے ہوئے اُن کو العینی کہاجاتا ہے-

امام عینی کا خاندان علم، دینداری، صلاح و تقوی میں مشہور تھا- ان کے والد مکرم اور داداجان دونوں قاضی کے عہدے پر بھی فائز رہے- نیز ان کے اجداد میں حسین بن یوسف قرآن مجید کے مفسر تھے-

آپ کے والد محترم شہر عین تاب میں قاضی مقرر کیے گئے اور ساتھ ساتھ مسجد کی امامت بھی ان کے سپرد ہُوئی- وہ بہت نیک، خیر پسند، مساکین اور خصوصاً علماء کے ساتھ احسان کا معاملہ فرماتے-

تحصیل علم:

امام صاحب کیونکہ ایک علمی گھرانے میں پیدا ہُوئے تھے- لہٰذا اُن کے والد محترم نے سب سے پہلے اس زمانے کے علماء کے طریقہ کے مطابق بچپن ہی سے اپنے بیٹے کو طلب علم اور حفظ قرآن کی طرف متوجہ کیا- سب سے پہلے ان کو شیخ محمود بن احمد القزوینی کی خدمت میں حاضر کیا- شیخ صاحب خط میں بے مثال تھے امام صاحب نے اُن کے ہاں کچھ مدت خط کی مشق کی- قرآن مجید کے حفظ کا آغاز شارح مصابیح محمد بن عبید اللہ سے کیا اور اُن سے قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ کیا- اس کے بعد عین تاب میں حفظ کرنا شروع کیا وہاں انہوں نے حفص کی روایت میں معزالحنفی سے قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا[3]

اس کے بعد آپ دیگر علوم کی طرف متوجہ ہُوئے- آپ نے صرف، عربی زبان اور منطق شیخ محمد الراعی سے پڑھی اسی طرح صرف اور الفرائض السراجیہ (علم المیراث) محمود بن محمد العنتابی سے حاصل کیا- علامہ زمخشری کی کتاب مفصل نحو میں اور صدرالشریعہ محبوبی کی توضیح علی متن التنقیح علامہ جبریل بن صالح بغدادی سے پڑھی- فقہ حنفی کی مشہور کتاب قدوری میکائیل بن حسین سے پڑھی اسی طرح حسام الدین رہاوی سے ان کی کتاب (البحارالزاخرۃ فی الفقہ علی

---

[1] (نظم العقیان فی اعیان الاعیان: جز:1، ص:174)

[2] (البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، جز:2، ص:294)

[3] (علامہ بدرالدین عینی اور علم حدیث میں اُن کا نقش دوام مترجم، ص:54)

المذاہب الاربعہ) پڑھی اور علم المعانی والبیان اور دیگر علوم عیسی بن الخاص السرماوی سے حاصل کیے۔[4]

علمی اسفار:

ہمارے سلف صالحین اور علماء و محدثین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ تحصیل علم و معرفت کیلئے باقاعدہ سفر اختیار کرتے تھے اور ان اسفار میں بڑا فائدہ بھی ہوتا ہے اسی لیے تو امام شافعی فرماتے ہیں:

ساضرب فی طول البلاد و عرضها
انال مرادی او اموت غریبا
فان تلفت نفسی فلله درها
و ان سلمت کان الرجوع قریباً

"میں جلد ملک کے طول و عرض میں سفر کروں گا یا تو مقصد حاصل کروں گا یا تو غریب الوطنی مروں گا۔ اگر میری جان چلی گئی تو زہے نصیب اگر سلامت رہا تو جلد لوٹ آوں گا"۔

یحیی بن معین فرماتے ہیں کہ:

"اگر ایک شخص صرف اپنے ہی شہر میں علم حاصل کرتا رہے اور حدیث کی طلب میں کسی دوسری جگہ سفر اختیار نہ کرے تو اس کی سمجھ اور عقل پختہ نہیں ہو سکتی"۔[5]

اسی لیے تو امام عینی نے علم کے حصول کیلئے اپنے شہر وملک کے علماء پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ علمی پیاس بجھانے کیلئے دوسرے شہروں اور ممالک کا سفر بھی اختیار کیا

لہٰذا امام صاحب 783ھ میں حلب کا سفر اختیار کیا، وہاں جمال یوسف بن موسی الملطی سے اکتساب علم کیا اور الھدایہ کا کچھ حصہ پڑھا۔ اس کے بعد بہسنا میں ولی الدین البہسنی سے اور کختا میں علاء الدین کختاوی سے علم حاصل کیا اور ملطیہ میں بدرالدین الکشانی سے علم حاصل کر کے اپنے وطن لوٹے پھر سن 788ھ میں بیت المقدس کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں شیخ علاء الدین السیرانی سے ملاقات کی اور اس کے بعد آپ نے قاہرہ کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے نامور علماء و محدثین سے حدیث اور اُس کے علوم کا خوب استفادہ کیا۔[6]

اساتذہ:

امام عینی نے اپنے وقت کے نامور علماء و محدثین اور آئمہ فن سے اکتساب علم کیا جن حضرات سے اُن کو تحصیل علم کا موقع ملا ہے اُن میں چند مشہور درج ذیل ہیں:

- المحدث الکبیر تقی الدین محمد بن محمد الدجوی سے صحاح ستہ سمیت مسند دارمی، مسند عبد بن حمید اور مسند احمد کے ثلث اول کا سماع کیا۔
- الحافظ سراج الدین البلقینی ان سے آپ نے اُن کی تصنیف محاسن الاصطلاح کا سماع کیا۔
- حافظ زین الدین عبد الرحیم العراقی سے بھی بخاری شریف پڑھی۔
- علی بن محمد بن عبد الکریم الفوی، سے السنن الکبری للنسائی اور سنن دار قطنی کا بعض حصہ روایت کیا ہے ۔حافظ نورالدین الہیثمی سے بہت ساری کتب کا سماع کیا ہے۔
- قطب الدین عبد الکریم الحلبی،
- شیخ شرف بن کویک سے الشفاء للقاضی عیاض اور مسند الامام ابی حنیفۃ لابی محمد البخاری الحارثی کا سماع کیا۔
- الشیخ المحدث زین الدین الترکمانی سے شرح معانی الاثار کا سماع کیا۔
- الشیخ المسند قاضی القضاۃ نجم الدین احمد بن عماد الدین۔[7]

تلامذہ:

جن نامور علماء کو اُن سے شرف تلمذ حاصل ہُوا اُن میں سے چند درج ذیل ہیں:

"الامام المحقق کمال الدین بن الھمام، الحافظ العلامۃ قاسم بن قطلوبغا، حافظ شمس الدین السنحاوی، ابو البقاء محمد بن ابی بکر الصالحی، علامہ محمد بن محمد العوفی، ابو اسحاق ابراہیم بن علی القرشی، ابو الوفاء محمد بن خلیل الصالحی ۔ علامہ زین الدین ابو بکر الکختاوی، احمد بن ابراہیم الکتانی، شیخ کمال الدین المالکی، قاضی نور الدین علی بن داوٗد

[4] (الضوء اللامع، جز:10،۔ص:131)

[5] (علامہ بدرالدین عینی اور علم حدیث میں اُن کا نقش دوام مترجم، ص:55)

[6] (مقدمہ مغانی الاخیار، ص:3)

[7] (مقدمہ عمدۃ القاری شرح بخاری، ص:7)

الخطیب، ابو المحاسن جمال الدین یوسف بن تغری (رحمۃ اللہ علیہ)"۔[8]

علمی مقام و مرتبہ اور آئمہ کرام کی آراء:

امام بدرالدین العینی علمی میدان کے شاہکار تھے آپ ایک نامور محدث فقیہ ،ناقد اور مورخ تھے ،وہ منقول اور معقول اُصول و فروع میں اپنے زمانے کے امام فن تھے اُن کی اسی علمی جاہ و جلالت کی وجہ سے علماء نے انہیں العلامۃ الکبیر، الحافظ البارع ،الفقیہ الناقد، مؤرخ الاکبر ، قاضی القضاۃ، شیخ الاسلام جیسے القابات سے نوازا ہے کیونکہ آپ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے اس لیے علماء و محدثین نے مختلف انداز میں اُن کے علمی کمال کو اجاگر کیا ہے ابو المعالی الحسینی فرماتے ہیں:

"هو الامام العالم العلامة الحافظ المتقن المنفرد باالرواية و الدراية حجة الله على المعاندين وآية الكبرى على المبتدعين"[9]

آپ امام، عالم، علامہ، حافظ، متقن، روایت و درایت میں یکتا، معاندین کے خلاف اللہ کی حجت اور مبتدعین کے خلاف اللہ کی ایک نشانی تھے"۔

امام جلال الدین سیوطی اُن کی علمی وجاہت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"كان اماما عالما عارفا باالعربية والتصريف وغيرها حافظا للتاريخ واللغة"[10]

"وہ امام ،عالم ، صَرف اور عربی زبان اور دیگر علوم کے جاننے والے تاریخ اور لغت کے حافظ تھے"۔

امام صاحب نہ صرف تاریخ اور لغت کے ماہر اور حافظ تھے بلکہ فقہ اور حدیث کے بھی ماہر تھے۔

اسی لیے تو ابو المعالی الحسینی فرماتے ہیں:

"كان من مشاهير عصره علما وزهدا وممن له اليد الطولى فى الفقه والحديث"[11]

"وہ علم اور زہد میں اپنے زمانے کے مشہور علماء میں سے تھے اور فقہ اور حدیث میں ید طولیٰ رکھتے تھے"۔

علامہ ابو المحاسن جمال الدین اُن کی وسعت علمی کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"كان بارعا فى عدة علوم مفتيا كثير الاطلاع واسع الباع فى المعقول والمنقول"[12]

"وہ بہت سے علوم میں کامل، بہت بڑے مفتی، بہت زیادہ معلومات رکھنے والے معقولات اور منقولات میں وسیع تجربہ رکھنے والے تھے"۔

ابن خطیب الناصریہ سے منقول ہے:

"هو امام فاضل مشارك فى علوم و عنده حشمة ومروءة وعصبية وديانة"[13]

"وہ ایک فاضل امام کئی علوم کا ذوق رکھنے والے تھے ان میں عزت و وقار ،انسانیت، عصبیت اور دین داری تھی"۔

علامہ ابن ایاس الحنفی اُن کی وسعت علمی کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"كان علامة نادرة فى عصره عالما فاضلا و كان حسن المذاكرة جيد النظم صحيح النقل فى التواريخ"[14]

"آپ اپنے وقت کے نایاب علامہ ،عالم ،حافظ اور فاضل تھے آپ اچھے مباحث ، عمدہ نظم کہنے والے تاریخ میں صحیح روایت والے تھے"۔

عربی شاعر نواجی نے عربی نظم میں اُن کی شخصیت کی بڑی خوبصورت ترجمانی کی ہے وہ فرماتے ہیں:

لقد حزت يا قاضى القضاة مناقبا
يقصر عنها منطقى و بيانى
و اثنى عليك الناس شرقا و مغربا
فلا زلت محموداً لكل لسانى[15]

[8] (ایضاً، ص:9)

[9] (ایضاً)

[10] (بغیۃ الوعاۃ، جز:2، ص:275)

[11] (مقدمہ عمدۃ القاری شرح بخاری، ص:9)

[12] (ایضاً)

[13] (علامہ بدرالدین عینی اور علم حدیث میں اُن کا نقش دوام مترجم، ص:70)

[14] (ایضاً)

[15] (ایضاً، ص:72)

"اے قاضی القضاۃ آپ نے بہت سے مناقب حاصل کر لیے ہیں۔ جس کے بیان سے میری زبان و بیان قاصر ہے مشرق و مغرب میں لوگ آپکی تعریف میں رطب اللسان ہیں، آپ ہر زبان میں ہمیشہ محمود ہیں"۔

منصب وعہدے:

امام عینی اپنے علم و دیانت داری کی بدولت مختلف سرکاری عہدوں پر بھی فائز رہے۔جب مملوک سلطان سیف الدین برقوق کا انتقال ہو گیا تو ان کے دوستوں نے منصب احتساب پر قائم کروادیا یہ سب سے پہلا سرکاری عہدہ تھا جو اُن کو ملا اس کے علاوہ بھی آپ درج ذیل عہدوں پر فائز رہے۔

1۔قضاء القضاۃ:

یہ ایک ایسا عہدہ تھا جس کا موضوع احکام شرعیہ میں گفتگو کرنا، شرعی فیصلوں کو نافذ کرنا، فریقوں میں شرعی فیصلہ صادر کرنا اور قائم مقام قاضیوں کا تقرر کرنا یہ عہدہ دینی عہدوں میں سب سے بلند مرتبہ تھا۔

2۔حسبۃ:

یہ ایک عظیم الشان منصب تھا جس کا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اور معیشت و کاریگری میں حد سے تجاوز کرنے والوں سے باز پرس کرنا تھا۔

3۔الاحباس:

یہ بھی ایک شاندار عہدہ تھا جس کا مقصد مساجد، خانقاہوں اور مدارس کی تنخواہوں کو موقوفہ جائیداد سے مقرر کرنا یا اوقاف کا صحیح انتظام کرنا تھا۔[16]

امام بدر الدین عینی بطور مصنف و شارح اور اُن کی علمی خدمات:

امام صاحب تصنیف و شرح کی دنیا میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ وہ ایک نامور اور عظیم مصنف و شارح تھے آپ نے اپنی باکمال تصانیف و شروح سے علمی خدمات میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

علامہ عینی جید الخط اور سریع الکتابت مصنف تھے۔ یہ بات مشہور ہے کہ انہوں نے فقہ حنفی کی معروف کتاب قدوری ایک رات میں مکمل لکھ ڈالی۔

آپ نے حدیث کی مختلف کتابوں کی شرح کر کے نہ صرف علم حدیث کی خدمت کی ہے۔ بلکہ طبقہ احناف میں بڑا نام پایا ہے۔

ذیل میں ہم اُن کی مشہور شروح و تصانیف کا ذکر کریں گے اور اُن میں سے چند ایک پر اُن کے طرز و اسلوب اور ترتیب پر مختصر تبصرہ بھی کریں گے۔

❖ عمدۃ القاری فی شرح البخاری:

عمدۃ القاری علامہ عینی کی سب سے بڑی تصنیف اور علمی شاہکار ہے بلکہ بخاری شریف کی تمام شروحات میں یہ سب سے بڑی شرح ہے اس کی تالیف کی ابتداء رجب کے آخر 820ھ میں ہوئی اور پانچ جمادی الاول سن 847ھ کو مکمل ہوئی۔امام عینی نے اس کتاب کے مقدمہ میں سنت کی اہمیت اور کتب حدیث میں بخاری کی اہمیت کو پیش کیا ہے۔اس شرح میں آپ کا طرز و اسلوب اس طرح ہے کہ آپ پہلے ترجمۃ الباب کی تشریح فرماتے ہیں اس کی ترکیب بیان کر کے مابعد کا ماقبل کے ساتھ وجہ مناسبت ذکر فرماتے ہیں پھر حدیث ذکر فرما کر ہر موضوع پر عنوان قائم کر کے اُس حدیث کی شرح کا آغاز فرماتے ہیں۔

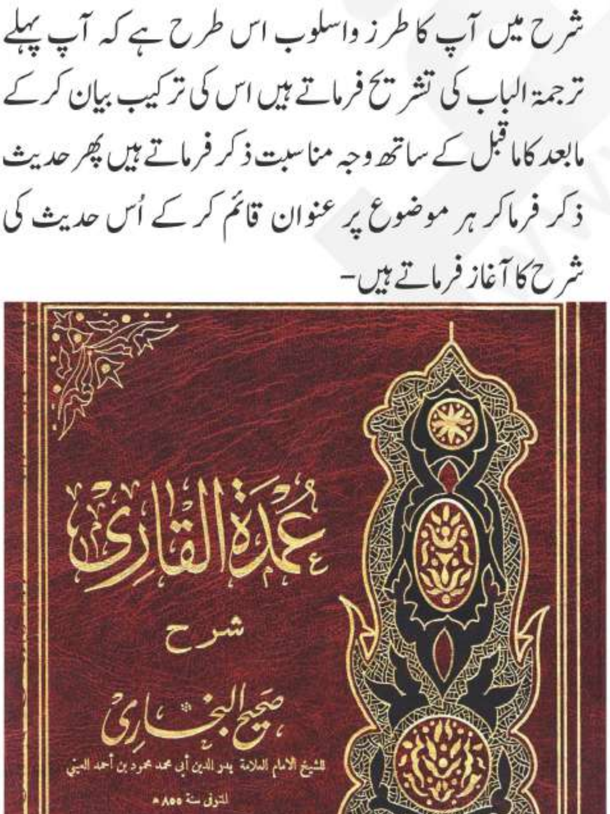

[16] (علامہ بدرالدین عینی اور علم حدیث میں اُن کا نقش دوام مترجم، ص:64)

مثلاً (بیان تعلق الحدیث بالترجمۃ، بیان رجالہ، بیان ضبط الرجال، بیان الانساب، بیان فوائد تتعلق بالرجال، بیان لطائف اسنادہ، بیان نوع الحدیث، بیان تعدد الحدیث فی الصحیح، بیان من اخرجہ غیرہ، بیان اختلاف لفظہ، بیان اللغۃ، بیان الاعراب، بیان الصرف، بیان المعانی، بیان البیان، بیان البدیع، الاسئلۃ و الاجوبۃ، بیان استنباط الاحکام، فوائد تتعلق بالحدیث)

مگر بعض مواقع پر ضرورت نہ ہونے کے سبب ان عنوانین میں کمی بھی فرما دیتے ہیں اور یہ اسلوب پہلے چار حصوں میں پایا جاتا ہے مگر بعد والے اجزاء میں یہ تفصیلات چھوڑدی ہیں اور چند اہم عنوانوں پر اکتفاء کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض جگہوں میں بخاری شریف کے دیگر متقدمین شارحین پر تعقب بھی فرماتے ہیں چونکہ علامہ عینی حنفی المسلک تھے۔ اس لئے وہ اپنے مسلک کے نکتۂ نظر کو خوب واضح فرماتے ہیں اور جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ کی تضعیف کی ہے اس کارد بھی فرماتے ہیں۔

❖ مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار:

یہ امام طحاوی کی مشہور کتاب شرح معانی الاثار کی شرح ہے اس میں بھی جو طرز واسلوب اپنایا ہے وہ عمدۃ القاری کے طرز واسلوب سے ملتا جلتا ہے پہلے ترجمۃ الباب کی تشریح، ماقبل سے اُس کا ربط، طحاوی کی عبارت کو قال احمدؒ کے لفظ سے شروع فرماتے ہیں اور پھر حدیث ذکر کرتے ہیں جب شرح کی ابتداء کرتے ہیں تو قال محمود عفا اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں پھر حدیث پر مختلف انواع سے کلام کرتے ہیں۔

❖ شرح سنن ابی داود:

❖ العلم الھیب فی شرح الکلم الطیب:

علامہ ابن تیمیہ نے مومنین کے زادراہ آخرت کیلئے اذکار و مسنون دعاوں کا مجموعہ الکلم الطیب کے نام سے مرتب فرمایا تھا تو امام عینی نے اُس موجودہ احادیث مبارکہ کی شرح کی۔

❖ نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار

یہ شرح مبانی الاخبار کا اختصار ہے

❖ معانی الاخیار فی رجال معانی الأثار

❖ البنایہ فی شرح للہدایہ

❖ غرر الافکار فی شرح درر البحار

❖ رمز الحقائق شرح کنز الدقائق

❖ مختصر الفتاوٰی الظہیریۃ

❖ تحفۃ الملوک فی المواعظ والرقائق

❖ طبقات الحنفیہ

❖ عقد الجمان فی تاریخ للزمان

❖ طبقات الشعراء

❖ مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر

❖ تاریخ الاکاسرۃ۔

❖ السیف المہند فی سیرۃ الملک المؤید،

❖ الروض الظاہر فی سیرۃ الملک الظاہر

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب تالیف فرمائیں۔[17]

وفات:

اُن کی وفات ماہ ذوالحجہ سن 855ھ، میں ہُوئی جامع ازہر میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنے ہی مدرسہ میں مدفون ہُوئے۔[18]

☆☆☆

[17] (الاعلام للذرکلی، جز:7، ص:163 وعلامہ بدرالدین عینی اور علم حدیث میں اُن کا نقش دوام، ص:157-160)

[18] (بغیۃ الوعاۃ، جز:2، ص:275)

کویت کی معروف مذہبی و ادبی شخصیت

شیخ سید یوسف رفاعی

کی زندگی کا مختصر جائزہ

ذیشان القادری

"عہدِ حاضر میں سید یوسف رفاعی ایک طرف اسلام کے پاکیزہ تصورات سے تحریف و انحراف، زندقہ و الحاد، خروج و اعتزال اور رفض و بدعت کی آلائشوں کو دور کر کے مصفیٰ، منقیٰ اور مذکیٰ اسلامی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو دوسری طرف عالمِ اسلام کے داخلی فساد اور خانہ جنگی مثل عراق و ایران جنگ کو جلد از جلد ختم کر کے اتحاد بین المسلمین کے علمبردار ہیں"۔[1]

یہ الفاظ کویت کے ایک عالم، صوفی، مصنف اور وزیر شیخ سید یوسف ابن ہاشم الرفاعی کے متعلق مجاہدِ ملت مولانا عبد الستار خان نیازیؒ کے ہیں- ادب، شاعری، سماج اور سیاست میں بھی شیخ سید یوسف الرفاعی کا اہم کردار نظر آتا ہے- آپ سلسلہ رفاعیہ کی معروف معاصر شخصیات میں سے ایک ہیں- آپ نے امت مسلمہ کو درپیش فتنہ و فساد کی سرکوبی کے لیے تجاویز پیش کیں اور اتحادِ اُمتِ اِسلامی کے حوالے سے بھی کام کیا- آپ میں اسلامی جذبہ دانائی کے ساتھ موجزن تھا- آپ نے ایک متحرک (vibrant) اور چست (active) زندگی گزاری- دین میں اعتدال پر زور دیتے ہوئے انتہا پسندی کو یکسر مسترد کیا اور اس کام کے کرنے پہ زور دیا جس سے اسلامی اتحاد کو مضبوط بنایا جائے اور اس کی حمایت کی جاسکے-[2]

ابتدائی ایام:

آپ سادات گھرانے کے چشم و چراغ تھے اور آپ کا تعلق سلسلہ رفاعیہ کے بانی شیخ الشیوخ سید احمد کبیر رفاعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سلسلہ نسب سے ہے اور آپ کا سلسلہ نسب سید الشہداء حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے جاملتا ہے- آپ کے والد سید ہاشم الرفاعی موتی نکالنے والے جہاز کے کپتان تھے- علاوہ ازیں وہ سرکاری ملازم اور کویت کی شرعی عدالت میں وکیل بھی رہے- سید یوسف رفاعی نے ان کے ہاں 1351ھ بمطابق 1932ء میں آنکھ کھولی- آپ نے قرآن مجید کی بنیادی تعلیم کویت میں شیخ احمد العاقل سے حاصل کی جبکہ علومِ شریعہ کے لیے دمشق رجوع کیا-[3] فقہ شافعیہ کا علم کئی مشائخ سے حاصل کیا جس میں کویت کے شیخ محمد صالح قابلِ ذکر ہیں- آپ کو رفاعی سلسلے میں زبدانی (نزد دمشق) کے شیخ مکی الکتانی سے اجازت حاصل تھی- بچپن ہی سے آپ کو اپنے خاندانی پس منظر کی وجہ سے علمی و سیاسی حلقوں میں نمائندگی حاصل رہی- آپ نے پاسپورٹ، ریزیڈنسی اور ٹریولنگ ڈیپارٹمنٹ میں اپنے کیریئر کا آغاز کیا، جہاں آخر میں اس کے سربراہ بن گئے- آپ نے 1970ء میں کویت یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ سے ڈگری حاصل کی-[4]

---

[1] اسلامی عقائد، علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاعی، ترجمہ: محمد عبدالحکیم شرف قادری، مکتبہ قادریہ، صفحہ نمبر:20

[2] https://www.alanba.com.kw/ar/kuwait-news/822752/01-04-2018-الكويت-تودع-السيد-يوسف-هاشم-الرفاعي-بعد-مسيرة-حافلة/

[3] RelianceoftheTraveller,AhmadibnNaqibal-Misri,EditedandTranslatedbyNuhHaMimKeller,PageNo.1112

[4] https://www.kuwait-history.net/vb/showthread.php?t=10228

مناصب وذمہ داریاں:

آپ 1960ء میں موتمر عالمی اسلامی (The World Muslim Congress) کی ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر بنے۔[5] اس کے علاوہ آپ اس تنظیم کی اقلیاتِ اسلامیہ کی کمیٹی کے صدر اور مجلس اعلیٰ اسلامک افیئرز قاہرہ کے سرگرم رکن رہے۔[6] اس کے ساتھ ساتھ آپ 1963ء سے 1974ء تک کویت کی قومی اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ 1963ء سے 1964ء تک کویت کے وزیرِ مواصلات کا قلمدان سنبھالا جبکہ 1965ء سے 1970ء تک امورِ کابینہ کے وزیرِ مملکت رہے۔ اس کے علاوہ چیئرمین بلدیات اور پلاننگ کونسل کے صدر کی ذمہ داریاں بھی ساتھ ادا کیں۔[7] اسلامی و عرب ممالک میں منعقد ہونے والی متعدد کانفرنسز اور سیمینارز میں ممبر یاوزیر کی حیثیت سے شریک ہوتے رہے۔ آپ رابطۃ الأدباء الکویتیین (Kuwaiti Writers Association) کے بانیوں میں سے تھے جو کہ 1964ء میں کویت میں ادب کی ترقی کے لیے بنائی گئی۔[8] آپ نے 1973ء میں ایمان سکول کی بنیاد رکھی جو الازہر یونیورسٹی کی طرز پر بنیادی اور ثانوی سطح کی دینی و دنیاوی تعلیم فراہم کرنے کے لیے بنایا گیا۔ 1988ء میں آپ کو اسلامی نشر و اشاعت کی یونین کا صدر منتخب کیا گیا۔ مسئلہ فلسطین پر بھی آپ نے آواز اٹھائی۔[9] آپ کے نزدیک تصوف دین میں نہ صرف ایک روحانی اخلاص کا ذریعہ ہے بلکہ اسلام کا پیغام غیر مسلموں تک پہنچانے کا بھی مؤثر ذریعہ ہے جبکہ صوفیانہ اقدار مسلمانوں میں تجدید کیلئے بہت اہم ہیں۔

تصانیف:

آپ نے اپنی تصانیف میں اکثر عقائد کی اصلاح کے حوالے سے کام کیا ہے۔ عقیدہ و تصوف پر آپ کی چند کتابیں درج ذیل ہیں:

- ❖ الصوفية والتصوف في ضوء الكتاب والسنة

اس میں آپ نے تصوف کی تاریخ، سلف صالحین کا تصوف کے متعلق مؤقف اور صوفیاء کرام کی جہاد میں کاوشوں کا ذکر کیا۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ دستیاب ہے۔[10]

- ❖ خواطر في السياسة والمجتمع

اس میں معاشرتی اور سیاسی افکار پر روشنی ڈالی گئی ہے جس میں عصرِ حاضر کے مسائل جیسا کہ غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر مضامین شامل ہیں۔

- ❖ أدلة أهل السنة والجماعة (اسلامی عقائد)

یہ کتاب اہل سنت و الجماعت کے متعلق ثبوتوں پر مشتمل ہے۔

- ❖ سيرة وترجمة الإمام السيد أحمد الرفاعي

اس میں سلسلہ رفاعیہ کے بانی بزرگ سید احمد الرفاعی قدس اللہ سرہ کی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

- ❖ نصيحة لأخواننا علماء نجد

اس کتاب میں علماءِ نجد کو مختلف مسائل و امور کے حوالے سے تاکید کی گئی ہے۔

- ❖ شعري ديوان

شاعری کے اس مجموعہ میں مذہبی، قومی اور سماجی حوالے سے نظمیں شامل ہیں۔[11]

اخلاق واوصاف:

آپ قائم الیل و صائم النہار، کثرت سے ذکر کرنے والے اور باجماعت نماز ادا کرنے والے تھے۔ آپ مخالفین کا رد کرنے کے دوران بھی احسن انداز اور حکمت اختیار کرتے تھے۔ آپ معاشرے میں معزز تھے جب کہ اہم ذمہ داریوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے قریب اور نرمی سے بھرپور تھے۔ چہرے پر مسکراہٹ رہتی، بڑوں سے مزاح کرتے جبکہ چھوٹوں سے کھیلا کرتے تھے۔ آپ بغیر سختی اختیار

---

[5] اسلامی عقائد، علامہ سیدیوسف سیدہاشم رفاعی، ترجمہ: محمد عبدالحکیم شرف قادری، مکتبہ قادریہ، صفحہ نمبر:21

[6] تصوف اور صوفیہ، سیدیوسف سیدہاشم رفاعی، مترجم ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی، پورب اکادمی، اسلام آباد، ص:13

[7] https://www.kuwait-history.net/vb/showthread.php?t=10228

[8] ماہنامہ البیان، ستمبر 2018، سیدیوسف ہاشم الرفاعی، ص:6 (Retrievedfrom:http://alrabeta.org/Uploades/Magazines/43353.3943233333.pdf)

[9] https://sultanululamaa.org/fetya/ السيد-يوسف-هاشم-الرفاعي-الكويتي

[10] تصوف اور صوفیہ، سیدیوسف سیدہاشم رفاعی، مترجم: ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی، پورب اکادمی، اسلام آباد

[11] ماہنامہ البیان، ستمبر 2018، سیدیوسف ہاشم الرفاعی، ص:16(:Retrievedfrom)

کیے پُر رعب تھے جبکہ بے وقعت ہوئے بغیر حلیم تھے- جب آپ قومی اسمبلی اور وزارت کے لیے منتخب ہوئے تو آپ نے اپنے دروازے شہریوں کے لیے کھلے رکھے- آپ مخالفین کے ساتھ دلیل سے بات کرتے، ان سے ہمیشہ رابطے کے ذرائع کو کھلا رکھتے اور ان کی رائے کا احترام کیا کرتے تھے- آپ نے کسی خاص گروہ یا قبیلہ کی طرفداری کے خلاف آواز اٹھائے رکھی اور آپ فرقہ پرستی کے سخت خلاف تھے- کتابوں کے شوقین تھے اور اپنی کتابوں اور دستاویزات کو بڑی احتیاط کے ساتھ ترتیب سے رکھتے تھے-[12] تحریر و تقریر میں ملکہ حاصل تھا- عربی کے علاوہ انگریزی پر بھی دسترس رکھتے تھے- ہر سال بڑے اہتمام سے عید میلاد النبی کا انعقاد کیا کرتے تھے-

شراب واختلاط پرپابندی:

یوسف ہاشم الرفاعی نے (1961ء میں) کویت کی آزادی کے بعد پہلی تشکیل کردہ قومی اسمبلی میں شراب کی خرید و فروخت اور استعمال کے خلاف قانون متعارف کروایا جس کے نتیجے میں ایک قانونی مسودہ بنوا کر ملک میں شراب کی پابندی کا قانون منظور کروا لیا گیا-[13] اس کے علاوہ وہ حجاب کے معاملے پر بھی ہمیشہ آواز بلند کرتے اور مخلوط تعلیم و دیگر اسلام مخالف امور کی مخالفت کرتے تھے- یونیورسٹی کی سطح پر مخلوط تعلیم کے خلاف قانون بنوایا جو آج بھی رائج العمل ہے[14] جامعات میں طلباء کے اختلاط سے بچنے کیلئے کیفان کے علاقے میں کالج بنوایا-

فلاحی کام:

آپ کے قائم کردہ خیراتی منصوبوں سے ملکی و غیر ملکی سطح پر ہزاروں مستحق لوگ مستفیض ہوئے-1980ء میں آپ نے بنگالی مسلمانوں کی مدد کے لیے ایک انجمن ”الجمعۃ الکویتیۃ“ بنائی جس سے کئی مساجد، مدارس اور ہسپتال بنائے گئے-[15] آپ غریب ممالک میں کئی فلاحی منصوبوں کی مالی معاونت کرتے- مسجد و اسکول کی تعمیر اور یا کنواں کی کھدائی وغیرہ جیسے خیراتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا-

میڈیا میں کردار:

شیخ یوسف الرفاعی ٹیلی ویژن، ریڈیو اور پریس میں نمایاں کردار ادا کرتے رہے-[16] آپ نے اکثر میڈیا پر مختلف انٹرویوز کے ذریعے اپنے مؤقف کو پیش کیا-1980ء میں آپ نے دینی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے البلاغ کے نام سے ہفتہ وار جریدے کا اجرا کیا جو کہ کویت اور خلیج کا پہلا اسلامی سیاسی ہفتہ وار مجلہ تھا-

وصال:

طویل علالت کے بعد آپ 31 مارچ 2018ء بروز ہفتہ بمطابق 14 رجب 1439ھ کو انتقال کر گئے- انہیں کویت کے سب سے بڑے قبرستان 'الصلیبخات' میں سپرد خاک کیا گیا-[17]

حرفِ آخر:

آپ کی شخصیت ہمیں زندگی کے شعبہ ہائے جات میں سرگرم نظر آتی ہے۔ آپ معاصر دنیائے عرب میں اہلِ صدق و تصوف کے بہترین ترجمان و رہنما تھے- تبلیغ و اصلاح کے کام میں بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا جسے آپ اپنی پوزیشن ہی میں نبھاتے نظر آتے ہیں- اشرافیہ (elites) کی سطح پر حدود اللہ کے نفاذ کے حوالے سے کوششیں کیں- آپ کے منہج سے یہ بات سیکھنے کو ملتی ہے کہ اربابِ اختیار کو اللہ تعالیٰ کے احکامات حکمت کے ساتھ نافذ کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے- کسی نہ کسی طور پر ہر سطح میں اصلاح کی گنجائش موجود ہوتی ہے- دورِ حاضر میں ہمیں دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دعوتِ الی اللہ کا کام بھی سرانجام دینا چاہیے-

☆☆☆

[12] عناقيد الدالية في الأسانيد العالية للشيخ السيد هاشم الرفاعي رحمه الله في القراءات والحديث والفقه، ص:12

[13] ماہنامہ البیان، ستمبر 2018، سید یوسف ہاشم الرفاعی، ص:42

[14] عناقيد الدالية في الأسانيد العالية للشيخ السيد هاشم الرفاعي رحمه الله في القراءات والحديث والفقه، ص:10

[15] https://www.alanba.com.kw/ar/kuwait-news/822752/01-04-2018-الكويت-تودع-السيد-يوسف-هاشم-الرفاعي-بعد-مسيرة-حافلة

[16] ایضاً

[17] https://www.alanba.com.kw/ar/kuwait-news/822613/31-03-2018-النائب-والوزير-الأسبق-يوسف-الرفاعي-ذمة-الله

صفائی سیرت نبوی ﷺ
اور پاکستانی معاشرے کی شعوری و نفسیاتی سطح

محمد ذیشان دانش

خالق کائنات "جمیل" ہے اور "جمال" کو پسند فرماتا ہے- اس نے کائنات کو ایک منظم و متوازن میزان پر پیدا کیا ہے جو اس کے جمال کی مظہر ہے- اس نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا، اپنے اوصاف سے متصف فرمایا، اسے اپنا خلیفہ قرار دیا اور اس کے لئے زمین و آسمان کو خوب صاف ستھرا بنایا- انسان کی رہنمائی کے لئے اپنے خاص بندے مبعوث فرمائے جن میں سید الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے (ﷺ) نے ہر جہت کو مد نظر رکھتے ہوئے وحیٔ الٰہی کی روشنی میں انسانوں کی مکمل تربیت کا اہتمام فرمایا-

آپ (ﷺ) کی سیرت اس بات کی شاہد ہے کہ آپ (ﷺ) ہمیشہ پاک، صاف، ستھرے اور مطہر رہتے، بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی پاک صاف اور خوشبو میں بسا دیکھنا چاہتے تھے- آپ (ﷺ) کی طبیعت مبارک میں اتنی نفاست تھی کہ آپ (ﷺ) پراگندگی کو بھی پسند نہ فرماتے- صاف ستھرے رہنے، غسل کرنے، پاک و صاف کپڑے پہننے، مسواک کرنے، خوشبو لگانے، بالوں کو بنانے، داڑھی میں کنگھی کرنے، مسواک کرنے، اپنے گھر، صحن، راستوں کی صفائی ستھرائی سے متعلق متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں ان کو یہاں لکھ کر مضمون کو طول دینا مقصد نہیں بلکہ اس امر کی جانب توجہ مبذول کروانا مقصود ہے جس کی ارزانی ہمارے ملکی نظام اور قومی نفسیات کا حصہ بن چکی ہے-

پاکیزگی (صفائی) ایمان کا حصہ ہے ایسی معروف حدیث ہے کہ تقریباً ہر مسلمان اس سے واقف ہے، خود اور اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا، سیرتِ رسول (ﷺ) کی روشنی میں ہم پر فرض ہے لیکن ہم نے لباس زیست کو الٹا پہن رکھا ہے- ہم جو اُمتِ محمدی (ﷺ) ہیں جن کے دین کی بنیاد میں صفائی و طہارت ہے ہم بحیثیت قوم اپنی اس اساس سے کہیں دور گندگی اور غلاظت کے ڈھیر پر بیٹھے ہیں، ہماری فضاء مکدر ہے، ہمارے راستے گندگی سے اٹے ہیں- ہمارے دریا دنیا کے گندے ترین دریاؤں میں شمار ہوتے ہیں- دریائے راوی کے پاس دنیا کا گندہ ترین دریا ہونے کا "گولڈ میڈل" ہے-

شہر بھر کی غلاظت، گندگی اور سیوریج اسی دریا میں گرتی ہے جس سے پانی کا رنگ گدلا نہیں بلکہ کالا ہو جاتا ہے، یہ بات فقط دریائے راوی تک محدود نہیں جس بھی دریا کا نام لیں، شہری آبادی کے نزدیک اس کا حال دیکھ لیں- لگ بھگ ایک جیسا ہی ملے گا یہ معاملہ صرف دریاؤں تک محدود نہیں بلکہ کھڑے پانی کے قابل استعمال ذخیرے جیسے ڈیم اور جھیلیں بھی ہم سے محفوظ نہیں- اسلام آباد کے نزدیک خان پور ڈیم ہے جس سے راولپنڈی اور اسلام آباد کو گھریلو استعمال کے پانی کی ترسیل کی جاتی ہے اس میں ہوٹلوں کی گندگی، فضلہ اور جانوروں کی باقیات تک کو ڈال دینے کا انکشاف ہوا جس کے باعث ضلعی انتظامیہ کو اس کے خلاف ایکشن لینا پڑا-

ورلڈ پاپولیشن ریویو کے مطابق اسلام آباد کا لٹریسی ریٹ پاکستان بھر میں سب سے زیادہ ہے اس زیادہ لٹریسی والے شہر اسلام آباد میں موجود راول ڈیم کا حال بھی باقی جگہوں سے مختلف نہیں ہے- سوال مگر یہ اٹھتا ہے کہ کیا آقا

پاک (ﷺ) کا امتی ہونے کے باعث یہ رویے ہمیں زیب دیتے ہیں؟ وہ تمدنی شعور (Civic Sense)، وہ معاشرتی آداب، وہ سلیقہ و تہذیب، جو ہمارے نبی مکرم (ﷺ) کا اسوہ ہے کیا وہ ہمارے لئے راہنمائی نہیں ہے؟

اب اگر ساحلوں کی بات کی جائے تو ساحل گندے ترین ہیں جہاں پلاسٹک کی بوتلیں، سگریٹ کے فلٹرز، ٹافیوں، چاکلیٹ اور چپس کے ریپرز کا ایک انبار آنے والوں کا منہ چڑانے کو تیار ہوتا ہے- امکان ہے کہ ان باتوں کو پڑھ کر کوئی پاکستان کے پاس 1046 کلومیٹر لمبی ساحلی پٹی سے صاف ستھرے ساحل اور کچھ سیر گاہیں اور شہری آبادی کا کچھ پوش حصہ دکھانے کی کوشش بھی کریں تاکہ پاکستانی قوم کا مثبت تاثر ابھارا جا سکے، ان سے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ساحل اور علاقے ابھی ہماری پہنچ سے باہر ہیں- اگر ہماری عادات نہ بدلیں اور یہ جگہیں بھی ہماری دسترس میں آگئیں تو ان کے حالات بھی ان علاقوں جیسے ہی ہوں گے جو اکثر ہمارے مشاہدے میں رہتے ہیں- سمندر کے پانیوں میں کمرشل پولیوشن اور گندگی کا ذکر یہاں دانستہ نہیں کیا جا رہا، کیونکہ یہاں صفائی ستھرائی سے متعلق قومی نفسیات کے انفرادی پہلو پر روشنی ڈالنا مقصود ہے-

اب اگر مکدر فضاؤں کا مرثیہ پڑھیں تو گزشتہ برس کی گئی ایک تحقیق کے مطابق دنیا کے پانچ گندے ترین شہروں میں پاکستان کا لاہور پہلے اور پشاور پانچویں نمبر پر تھا- امسال ہوئی رینکنگ میں 25 شہر شامل ہیں لیکن ہمارے شہر اپنی پوزیشن پر ”مستحکم“ ہیں - لاہور کی فضائی گندگی کو سموگ، فصلوں کو جلانے، گاڑیوں کے ایندھن، فیکٹریوں کی چمنیوں سے نکلنے والے دھویں کو قصوروار ٹھہراتے ہیں اور ایک کمزور دلیل کے طور پر پڑوسی ملک میں فصلیں جلانے کے باعث اور ان کی فضائی آلودگی کو ہمارے شہر میں داخل ہونے کی وجہ قرار دینے کی آواز بھی کان میں پڑتی ہے لیکن راولپنڈی اور پشاور کے تو پڑوسی ملک کوسوں دور ہیں وہاں پر ہم کیا وجہ بیان کریں گے؟ حقیقت حال یہی ہے کہ ہمارے ہاں نہ تو ریاستی سطح پر کوئی جامع اور ٹھوس پالیسی موجود ہے اور نہ ہی اس طرف توجہ دی جا رہی ہے-

یہ تو اجتماعی سطح پر ہمارا رویہ تھا لیکن انفرادی طور پر اپنے گھر، گلی، محلے، نالیوں اور سیوریج سسٹم کا جائزہ لیں تو بھی نتائج مایوس کن ہیں- نالیاں مٹی، پلاسٹک اور لفافوں سے اٹی پڑیں ہیں، گلیوں میں گھروں کا کوڑا کرکٹ بکھرا ہے، گٹر ابل رہے ہیں، گندہ پانی تعفن پھیلا رہا ہے، نماز اور سکول کے لئے جانا مشکل ہو جاتا ہے اس پر مستزاد کہ اگر بارش ہو جائے تو

سونے پہ سہاگہ، کوڑے دان پہلے تو موجود نہیں اگر چنیدہ چنیدہ شہروں میں موجود بھی ہیں تو ہم ان میں کوڑا پھینکنے کی تکلیف کرنی کی بجائے ان سے باہر پھینکنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں کہ کوئی کوہ ہمالیہ سر کر لیا ہے- پھر وہاں سے کوڑا اٹھانے والے سرکاری اور نجی اہلکار کھلی گاڑیوں میں اس کوڑے کو لے جاتے ہیں جس سے فضا میں تعفن پھیلتا ہے، لیکن اس کوڑے کرکٹ کو بہت سے دوسرے ممالک کی طرح توانائی کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ بڑی چھوٹی کچرہ کنڈی کی صورت میں شہر سے کچھ فاصلے پر پھینک دیا جاتا ہے، یہ تو چھوٹی سی سطح پر انتظامی اقدامات کی ایک جھلک تھی- گندگی پھیلانے کے حوالے سے ہمارا عمومی رویہ یہ ہے کہ چلتے چلتے ہم کھاتے جاتے ہیں اور چھلکے وغیرہ راستے میں بکھیرتے جاتے ہیں- شاعر سے معذرت اور محبت کی جگہ گندگی؛

گندگی ہمارا حوالہ رہی ہے
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

جہاں بیٹھ کر کھاتے ہیں اپنی باقیات اور نشانیاں وہیں چھوڑ کر اٹھ جاتے ہیں اور اس بات کا ادراک تک نہیں کرتے ہم گندگی پھیلا رہے ہیں، جو قدرے باشعور ہیں وہ قیاس کرتے ہیں کہ یقیناً صفائی والا عملہ یہاں سے یہ گند اٹھالے گا، چاہے وہاں صفائی کرنے والا عملہ تعینات ہو بھی یا نا ہو- سڑکوں تک پر چلتی گاڑیوں سے کولڈ ڈرنک کے ٹین اور بوتلیں باہر پھینک دینا ہمارے لئے معمولی بات ہے، اور ہاں بات صرف کولڈ ڈرنک کے ٹین اور پلاسٹک کی بوتلوں تک محدود نہیں ہے اس مد میں ہم ایسے خود کفیل ہیں کہ چلتی گاڑیوں سے پھلوں کے چھلکے تک بھی سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں یہ سوچے بغیر کہ یہ کسی موٹر سائیکل یا سائیکل والے کے لئے حادثے کا باعث بھی بن سکتے ہیں، لیکن چونکہ ہم نے راستوں میں کانٹے نہ بکھیرو والی حدیث سن رکھی ہے تو ہم اس گندگی کو کانٹے سمجھتے ہی نہیں اور ہمارا تخیل صرف جھاڑیوں اور کانٹوں سے بھری ٹہنی کی طرف ہی جاتا ہے، اس سے آگے مثبت قیاس کرنے سے عموماً گریز ہی کرتے ہیں-

ان تمام باتوں کے باوجود صفائی ستھرائی پر بھاشن دینے میں ہم اول نمبر پر ہیں، ہمارے منبر و محراب سے جسمانی صفائی اور مساجد کی صفائی کا تذکرہ اکثر اور روحانی صفائی کا تذکرہ شاذ و نادر سننے کو مل جاتا ہے لیکن صاف ستھرے معاشرے، شاہراہوں، گزرگاہوں، پگڈنڈیوں، گلی، محلے، سیر گاہوں، دیہاتوں، قصبوں، شہروں اور ملک کو صاف ستھرا رکھنے کا درس سال میں ایک آدھ بار ہی سننے کو ملتا ہے- ہم آقا کریم (ﷺ) کے ان ارشادات مبارکہ کو شاید بھول ہی گئے ہیں جن میں آپ (ﷺ) نے راستوں کو آلودہ کرنے سے منع فرمایا ہے-

مندرجہ بالا سطور صفائی کے تناظر میں ہماری قومی نفسیات کی ہلکی سے تصویر کشی کرتی ہے- اگر انتظامی تناظر میں اس امر کا جائزہ لیا جائے تو قومی سطح پر پالیسی کا فقدان اور جہاں پالیسی موجود ہے اس کے اطلاق کے ناپید ہونے کے باعث ملک کے بڑے شہروں کے پوش علاقوں کو چھوڑ کر باقی شہر اور قصبے گندگی سے اٹے پڑے ہیں- ایسے ہی گندے پانی اور فیکٹریوں کے گندے پانی کی ری سائیکلنگ کا کوئی مؤثر نظام موجود نہیں- یہی گندگی ماحولیاتی آلودگی کی سب سے بڑی موجب ہے- لیکن حکومت کے کان پر اس مسئلہ کو لے کر جوں بھی نہیں رینگ رہی- اس موضوع پر ابھی بہت سے پہلو تشنہ ہیں جن پر سیر حاصل بحث ہو سکتی ہے لیکن ہمیں سوچنا یہ ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کا امتی ہونے کے ناطے سیرت رسول (ﷺ) کی روشنی میں صفائی ستھرائی کے حوالے سے ہمارا کردار کیا ہے-

آپ (ﷺ) کو تو بکھرے ہوئے بال تک پسند نہ تھے، آپ (ﷺ) نے لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا کہ اس سے منہ سے بدبو آتی ہے لیکن ہم نے اپنے گلی محلوں کو تعفن زدہ کر رکھا ہے- ہم نے تو کسی کو حوالہ دینا ہو کسی کو کسی جگہ کا پتہ بتانا ہو تو کہتے ہیں میاں گھر کے پاس کوڑے کا ڈھیر ہو گا-

سوچنا یہ ہے کہ کیا ہم نے سیرتِ رسول (ﷺ) کے اس صاف ستھرے، روشن اور معطر پہلو کو اپنی زندگی کا شعار انفرادی اور حکومتی سطح پر بنایا ہے، یا ہم اس سے برعکس جی رہے ہیں-

سوچنا یہ ہے کہ کیا ہماری وجہ سے گندگی تو نہیں پھیل رہی، دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم اپنے معاشرے سے گندگی کو دور کرنے کے لئے کوئی اقدام کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو سیرت رسول (ﷺ) ہم سے کیا تقاضا کرتی ہے ؟ اور اگر ہاں! تو سیرت کی روشنی میں ہم اسے مزید بہتر کیسے کر سکتے ہیں؟ یاد رہے کہ خالق کائنات ”جمیل“ ہے اور ”جمال“ کو پسند فرماتا ہے-

☆☆☆

حُسنِ خُلق

فکری خطاب: صاحبزادہ سُلطان احمد علی

سیکرٹری جنرل: اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین
خانوادۂ سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ

(میلادِ مصطفےٰ (ﷺ) وحق باھو کانفرنس، ایبٹ آباد 25 جنوری 2020ء)

اس وقت ہماری اخلاقی طور پہ دگرگوں حالت لمحہ فکریہ ہے، جب کوئی قوم اخلاق سے عاری ہو جائے تو وہ اپنے لیے تباہی کا بیج خود ہی بو دیتی ہے- اخلاق کی بنیاد فرد کی تربیت پہ ہوتی ہے- مثلاً بزرگانِ دین کے کلام کو دیکھا جائے تو وہ قرآن کریم کے اخلاقی پہلو پہ بہت زیادہ توجہ کرتے ہیں اور بارہا ہمیں اخلاق اور اخلاقِ قرآنی کے تصور سے روشناس کرواتے ہیں-

مولانا جلال الدین رومی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

آدمی مخفی است در زیرِ زبان
این زبان پردہ است بر درگاہِ جان

"آدمی اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہے- یہ زبان آدمی کی جان کا پردہ ہے"-

یعنی پورا انسان اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوتا ہے- اس پہ معترض نے پوچھا کہ زبان تو تین یا چار انچ کی ہوتی ہے لیکن اتنا طویل قامت انسان تین انچ کی زبان کے پیچھے کیسے چھپ جاتا ہے؟ تو جواب دینے والے نے یہ تشبیہ سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ آپ کسی گھر کے قریب سے گزریں، یعنی اس میں کمرے ہوتے ہیں، صحن ہوتا ہے، باورچی خانہ ہوتا ہے، ایک طرف مال مویشی باندھنے کی جگہ ہوتی ہے، ایک طرف برآمدہ ہوتا ہے، دوسری طرف کئی ضرورت کی چیزیں ہوتی ہیں، گاڑی اور باقی چیزیں کھڑی کرنے کی جگہ ہوتی ہے غرضیکہ گھر اندر سے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو لیکن جب تک اس کی ڈیوڑھی پہ پردہ لٹک رہا ہوتا ہے، آپ 100 مرتبہ بھی گزر جائیں آپ کو نظر نہیں آتا کہ گھر کے اندر کیا ہے اور گھر کتنا بڑا ہے- جیسے ہی پردہ ہٹتا ہے پورا گھر سامنے نمایاں ہو جاتا ہے- اسی طرح بقول رومی (رحمۃ اللہ علیہ) انسان کی زبان دروازے کے پردے کی مثل ہے کہ جیسے پورے گھر کے مقابلے میں دروازے کا پردہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن پورے گھر کو چھپا کے رکھتا ہے اسی طرح انسان کی زبان چھوٹی ہوتی ہے لیکن پورے انسان کو اپنے پیچھے چھپا کر رکھتی ہے-

شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

"جب تک بندہ کلام نہیں کرتا (اس وقت تک) اس کے عیب بھی اور اس کے ہنر بھی چھپے رہتے ہیں"-

یعنی جیسے ہی بندہ بولتا ہے اس کا ہنر بھی اور عیب بھی نمایاں ہو جاتے ہیں- رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ: انسان کا دل کٹلی (ہانڈی) کی مثل ہے اور زبان اس کٹلی کا ڈھکن ہے- جب تک کٹلی پہ ڈھکن رہتا ہے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کٹلی کے اندر کیا پک رہا تھا لیکن جیسے ہی ڈھکن ہٹتا ہے ہر شخص اُس کی خوشبو سے جان لیتا ہے کہ کٹلی کے اندر کیا پک رہا تھا- امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) "احیاء العلوم" میں یہ حدیث پاک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: اسی طرح جب انسان کی زبان کھلتی ہے تو لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ ہے اس کے اندر کا انسان کیسا ہے-

گویا اخلاق کا پہلا قائدہ انسان کی زبان سے شروع ہوتا ہے کیونکہ پورا انسان اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوتا ہے- اگر

زبان کی اصلاح ہو جائے اور زبان کو بے لگام کرنے کے بجائے اگر اخلاقِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اخلاق کی لگام چڑھا دی جائے تو دنیا میں نفرتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابی موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"حُسْنُ الْخُلُقِ زِمَامٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ فِي أَنْفِ صَاحِبِهِ، وَالزِّمَامُ بِيَدِ الْمَلَكِ، وَالْمَلَكُ يَجُرُّهُ إِلَى الْخَيْرِ، وَالْخَيْرُ يَجُرُّهُ إِلَى الْجَنَّةِ وَسُوءُ الْخُلُقِ زِمَامٌ مِنْ عَذَابِ اللهِ فِي أَنْفِ صَاحِبِهِ، وَالزِّمَامُ بِيَدِ الشَّيْطَانِ، وَالشَّيْطَانُ يَجُرُّهُ إِلَى الشَّرِّ، وَالشَّرُّ يَجُرُّهُ إِلَى النَّارِ"[1]

"حسن خلق بندے کے ناک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نکیل ہے اور نکیل فرشتے کے ہاتھ میں ہے جو اسے بھلائی کی طرف لے جاتا ہے جب کہ بھلائی اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے سوءِ خلق بندے کے ناک میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی نکیل ہے جب کہ نکیل شیطان کے ہاتھ میں ہے شیطان انسان کو برائی کی طرف کھینچتا ہے اور برائی اسے جہنم کی طرف کھینچتی ہے"۔

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ کونسے اعمال ہیں جو لوگوں کو بکثرت جنت میں لے جائیں گے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

"تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: "الْفَمُ وَالْفَرْجُ"[2]

"اللہ تعالیٰ کا خوف (تقویٰ) اور اچھے اخلاق اور ان چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا جو زیادہ لوگوں کو جہنم میں لے جانے کا باعث ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: منہ (زبان) اور شرم گاہ"۔

یعنی جس نے اپنی زبان اور شرمگاہ کو قابو کر لیا وہ جنت کا مستحق ہو گیا اور جس نے دو چیزیں بے لگام کر دیں اس نے اپنی جنت اور بخشش کے راستے مشکل کر دیئے۔

زبان بنیاد ہے لیکن جو دوسری بات رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمائی وہ فی زمانہ اس سے بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ کیونکہ اِس دور میں بے حیائی کا ہر راستہ کھل چکا، فحاشی کا ہر ذریعہ آسان ہو چکا، عورتوں اور مردوں کا فحاشی سے دور رہنا ناممکنات میں شامل ہو گیا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں اگر کوئی نوجوان اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اگر وہ ولی نہیں ہے تو وہ ولایت کے قریب تر کسی درجے پر فائز ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آثارِ قیامت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قربِ قیامت ایک وقت آئے گا جب برائی، برائی اور بے حیائی، بے حیائی نہیں سمجھی جائے گی۔ سرِ عام بے حیائی اور بدکاری کا ارتکاب کیا جائے گا، لوگ چوراہوں میں گناہ کریں گے اور کوئی انہیں روکنے والا نہ ہو گا۔

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ:

"لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ لِلهِ فِيهِ حَاجَةٌ، وَحَتَّى تُوجَدَ الْمَرْأَةُ نَهَارًا جِهَارًا تُنْكَحُ وَسَطَ الطَّرِيقِ، لَا يُنْكِرُ ذَلِكَ أَحَدٌ، وَلَا يُغَيِّرُهُ، فَيَكُونُ أَمْثَلُهُمْ يَوْمَئِذٍ الَّذِي يَقُولُ لَوْ نَحَّيْتَهَا عَنِ الطَّرِيقِ قَلِيلًا فَذَاكَ فِيهِمْ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِيكُمْ"[3]

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک اللہ کی رضا چاہنے والا ایک بھی بندہ موجود ہو گا۔ اور یہاں تک کہ عورت دن دہاڑے بیچ چوراہے میں زنا کروائے گی۔ اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کو کوئی برا

[1](شعب الإيمان للبيهقی)

[2](سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ)، (صحیح ابن حبان، كِتَابُ الْبِرِّ وَالْإِحْسَانِ)

[3](المستدرك على الصحيحين، كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ)

جاننے والا بھی نہیں ہو گا بلکہ جو بہت نیک ہو گا وہ ان کو صرف اتنا کہے گا کہ تمہیں راستے سے ہٹ کر ایک طرف ہو کر یہ کام کرنا چاہیے تھا اور اس زمانے میں اتنی بات کہنے کی جرأت کرنے والا شخص ایسا ہی ہو گا (پارسا سمجھا جائے گا) جیسے آج تمہارے درمیان ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں"۔

اندازہ لگائیں! اگر ہم اُس زمانے میں نہیں ہیں تو ہم اس زمانے کے قریب تر کسی جگہ پہنچ چکے ہیں کیونکہ ہمارے درمیان برائی کو برائی کہنے اور غلط کو غلط کہنے کی روایت مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ ہم ایمان کے کمزور ترین درجے سے بھی نیچے جا رہے ہیں کیونکہ ہم نے برائی کو بطور اپنی معاشرت کے قبول کر لیا ہے۔ آج سے چند عرصہ قبل جن باتوں کا ہماری معاشرت میں وجود نہ تھا آج وہ قبولِ عام کا رتبہ پا چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومنون میں زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کو ملا کر مومن کی نشانی کے طور پہ بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ"[4]

"بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے۔ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اور وہ جو زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔

جیسے رسول اللہ (ﷺ) نے ان دونوں باتوں کو ملا کے بیان فرمایا کہ جو زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دیتا ہے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اسی طرح اللہ نے ان دو باتوں کو ملا کے سورۃ المومنون میں مومن کی علامت کے طور پہ بیان کیا ہے۔

بدکاری اور بے حیائی سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

بدکاری سے نجات کا راستہ رسول اللہ (ﷺ) کی سیرتِ مبارکہ کے فیض سے پایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے پایا اور ہمیں بتایا کہ رسول اللہ (ﷺ) جب راستے میں چلتے تو اپنی نگاہیں جھکا کے چلتے۔

ہر ذی شعور یہ ادراک رکھتا ہے کہ بے حیائی اور بدکاری کا راستہ آنکھوں سے کھلتا ہے۔ اگر آنکھ بھٹکنے اور بہکنے سے بچا لی جائے تو انسان اپنا نفس بہکنے سے بچا لیتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ"[5]

"مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے"۔

پھر اس سے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا:

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

"اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں"۔

گویا مومن اپنی زبان، اپنی نگاہ، اپنے رکھ رکھاؤ اور اپنے اخلاق اور کردار سے پہنچانا جاتا ہے۔ اگر وہ اخلاق کو سیکھنے اور اسے اختیار کرنے میں ناکام ہے تو وہ شخص ایمان کو اختیار کرنے میں ناکام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا"[6]

[4](المؤمنون:1-5) [5](النور:30)

[6](سنن الترمذي، أَبْوَابُ الرَّضَاعِ/سنن أبي داود، كِتَابُ السُّنَّةِ/شعب الإيمان)

"مؤمنین میں کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہیں"۔

حضرت ابو درداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ"[7]

"قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہو گی"۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ"[8]

"بے شک مومن حُسنِ اخلاق کے ذریعے دن کو روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے"۔

حضرت کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ (ﷺ) سے اسلام کے بارے میں پوچھا تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا:

"حُسْنُ الْخُلُقِ اچھا اخلاق"

اس آدمی نے پھر آپ (ﷺ) سے گزارش کی

"فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ (ﷺ) يَقُولُ: حُسْنُ الْخُلُقِ حَتّٰى بَلَغَ خَمْسَ مَرَّاتٍ"[9]

"تو آپ (ﷺ) لگاتار یہی ارشاد فرماتے رہے کہ حسن خلق۔ حتیٰ کہ آپ (ﷺ) نے یہ جواب 5 دفعہ دیا"۔

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"بیشک تم سب میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے"۔[10]

حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ:

"إِنَّ الْفُحْشَ، وَالتَّفَحُّشَ لَيْسَا مِنَ الْإِسْلَامِ فِي شَيْءٍ، وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ إِسْلَامًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا"[11]

"بیشک بد زبانی اور فحش گوئی کا اسلام سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں اور اسلام کے اچھے وہ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہوں"۔

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے جب مجھے یمن روانہ فرمایا تو اس وقت آقا کریم (ﷺ) نے مجھے آخری وصیت یہ فرمائی تھی کہ:

"أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ"[12]

اے معاذ! اپنے اخلاق کو لوگوں کیلئے اچھا بناؤ۔

شیخ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار!

"بڑھاپے میں تو بھیڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے۔ اصل میں تو جوانی کے وقت توبہ اور پرہیز گاری نیکوں کا شیوہ ہے"۔

یعنی جوانی میں اپنی نگاہ، زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرو کیونکہ جوانی میں اپنے دامن کو گناہوں سے محفوظ رکھنا یہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کا شیوہ ہے۔ اس لئے کامل اور عظیم وہ شخص ہے جس نے اپنی جوانی کی حفاظت کی۔ بقول علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ):

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری

یہ وہ بنیادی اخلاق ہے جو ہمارے آباء واجداد نے ہمیں سکھایا۔ ہم جس نبیِ رحمت (ﷺ) کا کلمہ پڑھتے ہیں، جن کی صفات کی کوئی مثل اور نظیر نہیں ملتی ان صفات میں اعلیٰ ترین صفت آپ (ﷺ) کا اخلاق ہے۔ آئمہ کرام (رحمۃ اللہ علیہم) نے

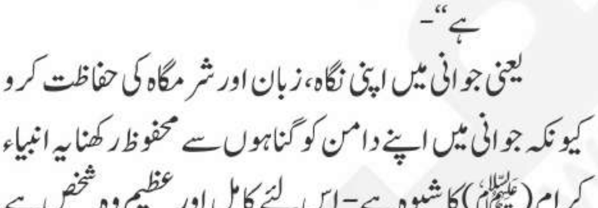

[7](سنن أبی داود، کتاب الادب/سنن الترمذی، ابواب البر والصلة)
[8](سُنن أبي داود، كِتَاب الْأَدَبِ)
[9](شعب الإيمان/تفسیر درمنثور)
[10](سنن ترمذی، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ/اَلتَّرْغِيْبُ وَالتَّرْهِيْبِ، كتاب الأدب)
[11](الترغيب والترهيب، كتاب الأدب/مسند أبي يعلى/مصنف ابن ابی شیبه)
[12](الترغيب والترهيب، كتاب الأدب/مؤطا امام مالک، كِتَابُ حُسْنِ الْخَلُقِ)

حضور نبی کریم (ﷺ) کے اخلاق کو آپ کے معجزات میں شمار کیا ہے- معجزہ اسے کہتے ہیں کہ جو چیز عقل کو عاجز کر دے اور رسول اللہ (ﷺ) نے اپنے اخلاقِ مبارک سے لوگوں کی عقل کو عاجز کر دیا کہ کیا ایک انسان ہماری طرح ان بستیوں، علاقوں اور اس معاشرے میں رہتے ہوئے، ہماری زبان بولتے ہوئے اور ہمارے قبائل کا حصہ ہوتے ہوئے اتنا بلند اخلاق ہو سکتا ہے کہ وہ اس زمین کا حکمران بن جائے اور بغیر تلوار اٹھائے اپنے اخلاق عالیہ سے پورے پورے شہر فتح کرتا چلا جائے-

حضور نبی کریم (ﷺ) کی سیرت مبارک میں تین شہروں کی فتح کو غور سے پڑھا جائے تو وہ انسان کی فکر اور کردار کو بدل کر رکھ دیتی ہے- وہ تین فتوحات، فتحِ حبشہ، فتحِ مدینہ اور فتحِ مکہ ہیں- ان فتوحات کا مطالعہ انسان کو ایک نئی بصیرت عطا کرتا ہے-

فتحِ حبشہ تو کمال تاریخ ساز واقعہ ہے کہ پناہ گزین و مہاجرین کی مختصر جماعت نے صداقتِ اسلام کے عَلَم گاڑ دیئے فتحِ مدینہ کو دیکھیں کہ جب رسول اللہ (ﷺ) نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو فتحِ مدینہ میں انصار نے رسول اللہ (ﷺ) کی مدد کی- یہاں توجہ طلب بات یہ ہے کہ انصار کو کس چیز نے آقا کریم (ﷺ) کی مدد اور خدمت کرنے پہ مجبور کیا؟ حالانکہ نہ تلواریں تھامیں گئیں، نہ گھوڑوں کے لشکر سرپٹ دوڑائے گئے اور نہ ہی تیروں کی برسات سے وہاں کے لوگوں پہ دہشت طاری کی گئی- گویا مدینہ رسول اللہ (ﷺ) کے اعلیٰ اخلاق اور تبلیغ سے فتح ہوا- آپ (ﷺ) نے فریضۂ تبلیغ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اپنے اعلیٰ اخلاق سے انجام دیا-

جب رسول اللہ (ﷺ) کے سلام کے لیے مسجدِ نبوی (ﷺ) میں جائیں تو باب السلام سے داخل ہوتے ہوئے ہی کے بائیں طرف ریاض الجنہ کا حصہ ہے- ریاض الجنہ کی دیوار پہ جگہ جگہ دروازے ہیں اور ان میں فضائلِ مدینہ اور فضائلِ ریاض الجنہ کی احادیث موجود ہیں- اس سے آگے حُجرۂ رسول (ﷺ) آجاتا ہے- حُجرۂ شریفہ پہ سورۃ الحجرات کی وہ آیات درج ہیں جن میں رسول اللہ (ﷺ) کے ادب و تعظیم کے متعلق احکامات ہیں- وہاں یہ آیت مبارک درج ہے:

”يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ“[13]

”اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو“-

حجرہ مبارک کے قدمین شریف کی طرف امام عبد اللہ حداد الیمانی ایک شعر لکھا ہوا ہے کہ:

نبیٌّ عظیمٌ خُلُقُهٗ خُلُقُهُ الَّذِیْ
لَهٗ اَدَّبَ الرحمٰن فِیْ سیدِ الکُتُبْ

”میرا عظیم نبی جس کا عظیم اخلاق اتنا عظیم ہے کہ اس کی عظمت اللہ نے اپنی آخری کتاب میں بیان فرمائی“-

جب بھی کوئی حضور نبی کریم (ﷺ) کے سلام کے لئے حاضر ہوتا ہے تو حاضری سے واپسی کے وقت اس کی نظر اس شعر پہ جاتی ہے جس سے اس کو یہ یاد دلایا جاتا ہے کہ یہ اخلاق محض آقا کریم (ﷺ) کی فضیلت نہیں ہے بلکہ ان کے اخلاق کو اللہ تعالیٰ نے ان کا معجزہ بنایا ہے اور میں اس کا کلمہ پڑھتا ہوں- اس لئے جہاں مومن پہ لازم ہے کہ وہ رسول اللہ (ﷺ) کی سنت اور شریعت سے فیض پائے، رسول اللہ (ﷺ) کی احادیثِ مبارکہ سے اپنے ظاہر اور باطن کو معطر اور منور کرے، رسولِ اللہ (ﷺ) کی ذاتِ

[13] (الحجرات:2)

گرامی پہ درود و سلام کا نذرانہ بھیج کے حضور نبی کریم (ﷺ) کی رحمت کی خیرات پائے، وہاں مومن پر یہ بھی لازم ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کے اخلاقِ عالیہ سے خیرات پائے- کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) کا اخلاق سب سے بلند ہے اور آپ کو لوگوں کے لئے معلمِ اخلاق بنا کر مبعوث کیا گیا ہے-

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ“[14]

”بے شک میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں“-

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ“[15]

”بے شک میں اخلاق کی درستگی کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں“-

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) کو وصیت کرنے کیلئے بلایا اور ارشاد فرمایا:

”اے سلمان اللہ کا رسول تمہیں کچھ ایسے کلمات دینا چاہتا ہے جن کے ذریعے تم اللہ سے سوال کرو:

”وَ تَرْغَبُ إِلَيْهِ فِيهِنَّ، وَتَدْعُو بِهِنَّ فِي اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ، قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ صِحَّةً فِيْ إِيْمَانٍ، وَ إِيْمَانًا فِيْ حُسْنِ خُلُقٍ، وَنَجَاحًا يَتْبَعُهُ فَلَاحٌ وَ رَحْمَةً مِنْكَ وَعَافِيَةً وَمَغْفِرَةً مِنْكَ وَرِضْوَانًا“[16]

”اور ان کے ذریعے سے تم اللہ کی طرف رغبت کرو اور ان کے ساتھ دن اور رات میں دعائیں مانگو (یوں) کہو:

اے اللہ میں تجھ سے ایمان میں صحت اور اچھے اخلاق کے ساتھ ایمان کا سوال کرتا ہوں اور ایسی کامیابی مانگتا ہوں جس کے پیچھے فلاح ہو اور تیری رحمت، عافیت، مغفرت اور تیری خوشنودی مانگتا ہوں“-

مولانا جلال الدین روم (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست
طعمۂ ہر مُرغکے انجیر نیست

”سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے- انجیر، ہر حقیر پرندے کی خوراک نہیں ہے“-

یعنی بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن کو ہر ایک قبول نہیں کرتا- ہر انسان کا نصیب نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ (ﷺ) کے اخلاق سے فیض پائے- لیکن جو رسول اللہ (ﷺ) کے اخلاق سے فیض پاتا ہے وہ اُس پرندے کی مانند ہے اللہ نے جس کا رزق انجیر بنا دیا ہے- ایمان بھی رزق سے تقویت پاتا ہے جیسے بدن رزق سے تقویت پاتا ہے- ایمان کا رزق بدن کے رزق سے مختلف ہے- رسول اللہ (ﷺ) کی سنت و شریعت، آپ (ﷺ) پہ نازل ہونے والی کتاب پر عمل کرنا، اس کی تلاوت کرنا، اس کے پیغام کا ابلاغ کرنا اور رسول اللہ (ﷺ) کے اخلاق پر گامزنِ عمل ہونا ایمان کا رزق ہے-

آقا کریم (ﷺ) کے اخلاق کو اپنانا ہمارے ظاہر کے ساتھ ساتھ ہمارے باطن کو بھی سنوارتا ہے- اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین کی بھی یہی دعوت ہے کہ ہمیں اپنے ظاہر اور باطن، اپنی زبان، آنکھوں اور سماعت میں، اپنے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت میں طہارت اور تزکیہ کی ضرورت ہے اور اُس کا راستہ رسول اللہ (ﷺ) کی محبت، حضور (ﷺ) کی غلامی اور اللہ رب العزت کی صحیح بندگی کرنا

[14] (الفوائد از علامہ أبو القاسم تمام الدمشقی / مسند الشِهَاب از امام أبو عبد الله القضاعي المصری / السنن الكبرى للبیہقی)
[15] (اَلْأَدَبُ الْمُفْرَد للبخاری / مسند احمد بن حنبل / مصنف ابن ابی شیبہ / الجامع لابن وهب)
[16] (المعجم الأوسط للطبرانی / الدعوات الكبير للبیہقی / المستدرك على الصحيحين، كِتَابُ الدُّعَاءِ)

ہے-اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو عمر اور جوانی عطا فرمائی ہے اسے برباد نہ ہونے دیں-اس سے پہلے کہ ہم خاک میں جذب ہو جائیں ہم خود کو رسول اللہ (ﷺ) کی محبت سے معطر اور منوّر کرلیں-

مومن دو طرح کے ہیں-ایک مومن وہ ہے جو بغیر ملامت کے، آرام اور آسانی سے دین پر عمل پیرا ہوتا ہے-دوسرا وہ مومن ہے جو ملامت اور مشقت برداشت کر کے دین پر عمل پیرا ہوتا ہے-ان دونوں مومنوں میں وہ مومن اعلیٰ ہے جو ملامت برداشت کرتا ہے، طعن و تشنیع کے نشتر کھاتا ہے-

ہم کلمہ گو مسلمان ہیں، "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والے، "اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ" رسول اللہ کی گواہی دینے والے ہیں-لیکن ہماری بد قسمتی دیکھیے! کہ اگر کوئی ہم میں سے دین کا راستہ اختیار کرے ہم اس کو طعن و تشنیع اور ملامت کا نشانہ بناتے ہیں-

لمحہ فکریہ ہے! اپنے ارد گرد کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ آج ہم میں سے کتنے نوجوان ہیں جو میٹرک اور ایف ایس سی میں 85 فیصد نمبر لیتے ہیں اور وہ خود کو دین کی تعلیم اور تبلیغ میں وقف کرتے ہیں؟؟؟

آج نوجوان اپنے لیے انجنیئر، ڈاکٹر، وکیل، سول افسر، اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کے پیشہ کو اختیار کرنا باعزت سمجھتے ہیں-لیکن یاد رکھیں! ہم اپنے بچوں کے نام حسن، حسین، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، حیدر، مرتضیٰ، طلحٰہ، سعد، خالد، عبد الرحمٰن، عبد القادر، جنید، فخر الدین اور اس طرح کے دیگر نام رکھتے ہیں تو یہ سارے نام ان لوگوں کے ہیں جن کے سینے علم دین سے منور و روشن تھے-جہاں جن بچوں کو ہم یہ پیارے نام دے کر سمجھتے ہیں کہ اِن کے کردار میں اُن کے کردار کی جھلک آجائے گی تو وہاں ہم یہ تمنا کیوں نہیں کرتے کہ اِن کے سینے اُن کے علم سے منور ہو جائیں-

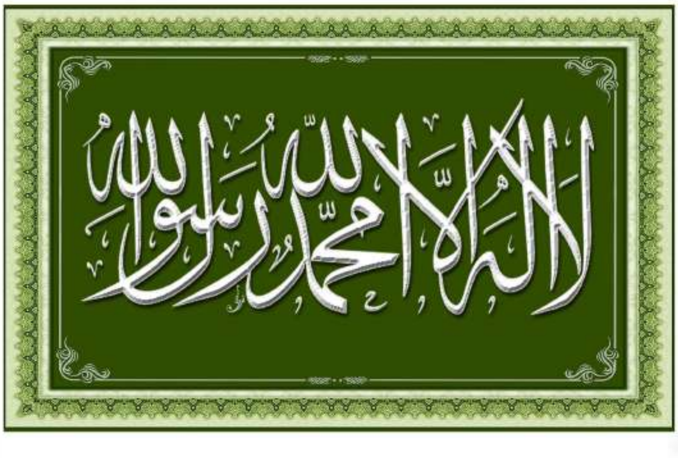

رسول اللہ (ﷺ) کا ہر کلمہ گو رسول اللہ (ﷺ) کی سنت و شریعت کا وارث ہے، دین اسلام کا وارث ہونا ہے-اس لئے ہم پر لازم ہے کہ جہاں اپنے بچوں کے ذہن میں ڈاکٹر، انجینئر ہونا باعزت باوقار پیشہ سمجھ کے ڈالتے ہیں وہیں اِن کے ذہن میں یہ بھی ڈالیے کہ غزالی، رازی، ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد ابن حنبل، عبد القادر جیلانی، سُلطان باھُو، محی الدین ابن عربی، معین الدین اجمیری، فرید الدین عطار، جلال الدین رومی، ابوالحسن اشعری، ابوجعفر الطحطاوی اور اپنے اسلاف کا وارث ہونا بھی ہمارے لیے باعث عزت و شرف ہے-

غور و فکر کریں! اگر آپ کی عقل اور آپ کا شعور اور علم اس بات کو قبول کرے تو اس راستے کو اختیار کریں-زمانہ بہت سخت ہے، ملامت میں دین کو زندہ رکھنے والا راحت میں دین کو زندہ رکھنے والے سے بہتر درجے پر فائز ہے-اصلاحی جماعت یہی دعوت دیتی ہے کہ آپ کچھ وقت نکالیں اصلاحی جماعت کے مبلغین کے ساتھ اس تربیت اور اخلاق کو عملاً سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں-اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے-آمین!

☆☆☆

شریعت، طریقت معرفت و حقیقت

تعلیماتِ غوثیہ و سلطانیہ کی روشنی میں

لئیق احمد

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب و وصال انسان کی زندگی کا مقصود اور انتہائے مطلوب ہے- سلوک و تصوف میں عشقِ الٰہی و قربِ الٰہی کے حصول کیلئے مختلف درجات ہیں- شریعت اُس کا ابتدائی درجہ ہے- طریقت، حقیقت اور معرفت درمیانی درجے ہیں اور فقر (وحدت) اُس کی اِنتہا ہے- روح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آئی ہے اور اسے وہیں رجوع کرنا ہے- جسم اور روح شریعت کا پاک لباس زیب تن کرے، طریقت کی مہک سے خود کو معطر کرے، حقیقت کی عینک پہن کر عین عیاں ہو، معرفت کا پھل کھا کر توانا ہو تاکہ وہ فقر حاصل کر سکے اور فقر عین وحدت ذاتِ حق تعالیٰ ہے- یہ مرتبے رتبے دائرے سب کچھ شریعت سے شروع ہوتے ہیں اور شریعت کے دائرے ہی میں رہتے ہیں- اگر کوئی شریعت سے لاتعلقی کا اظہار کرے تو وہ کاذب جھوٹا ہے کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

ہر مراتب از شریعت یافتم
پیشوائے خود شریعت ساختم[1]

"میں نے ہر مرتبہ شریعت سے حاصل کیا اور شریعت کو اپنا پیشوا اور رہبر بنایا"-

امام ربانی شیخ السرہندی المعروف مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) ان مراتب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"شریعت مطہرہ کشتی کی طرح ہے اور طریقت دریا کی طرح ہے اور حقیقت صدف کی طرح ہے اور معرفت موتی کی طرح ہے پس جو شخص موتی لینے کا ارادہ رکھتا ہے اسے شریعت کی کشتی میں سوار ہو کر طریقت کے دریا میں اترنا ہو گا تب موتی حاصل کرے گا اور جس نے اس ترتیب کو چھوڑ دیا ہرگز موتی نہ پائیگا"-[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی قادری (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان چاروں درجات کو یوں بیان فرمایا ہے:

"شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں کوئی آپس میں مخالفت نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور اگر سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین- شریعت حضور اقدس (ﷺ) کے اقوال ہیں، طریقت حضور (ﷺ) کے افعال، حقیقت حضور (ﷺ) کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال- "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ الی ما یزال"[3]

امام اسماعیل بن محمد الجراحی (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تصنیف میں ان مراتب کی سادہ انداز میں تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے اعمال ہیں، حقیقت میرا حال ہے اور معرفت میرا اصل سرمایہ ہے"-[4]

[1](عین الفقر)
[2](مکتوباتِ امام ربانی، مکتوب نمبر:36، حصہ اول)
[3](فتاویٰ رضویہ، جلد:21، ص:460)
[4](کشف الخفاء فی حرف الشین، حدیث نمبر:1532)

شریعت نے انسان کیلئے ایک مکمل ضابطہ پیش کیا ہے- اسے صوفیاء کرام نے یوں سمجھایا ہے کہ جس طرح حکومت کا ہر فرمان دارالسلطنت سے جاری کیا جاتا ہے بعین اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ہر حکم شریعت کے ذریعے موصول ہوتا ہے اور تبھی حکم و قانون کی حیثیت رکھتا ہے- اسی لئے ہر مقام و مرتبہ شریعت میں ہے اور اس سے باہر کچھ نہیں- شرعی احکامات کی رسائی بذریعہ قرآن اور صاحبِ قرآن ہوئی اس لئے شریعت کو قرآن کریم اور جناب رسول اللہ (ﷺ) سے شرف ملا ہے- اس لئے شریعت کا رد کرنا راہِ کفر ہے-

طریقت کو آسان الفاظ میں اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ جب مسلمان کلمہ طیب پڑھتا ہے تو وہ شریعت کا حکم مکمل کرلیتا ہے اور مسلمان بنتا ہے لیکن جب شعور کی حکمت و دانش کی بدولت ایمانی قوت کو حاصل کرنے کی تگ و دو کرتا ہے اور دل سے کلمہ طیب کی تصدیق کرتا ہے تو وہ دراصل طریقت کے مرتبے پر فائز ہوجاتا ہے- باطنی کدورتوں اور نفسانی خواہشات کا تدارک کرکے وہ باطن صفا ہوجاتا ہے- طریقت میں رہنمائی کیلئے شیخ ہادی رہنما کی صحبت ضروری ہوتی ہے- جیسا کہ مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ مَیں نے ہر مقام پر حضرت خواجہ نقشبند (رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنے ہمراہ پایا حالانکہ حضرت خواجہ اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے-

جب بندہ مومن طریقت میں استقامت حاصل کرلیتا ہے تو پھر وہ افعال و اقوال سے آگے بڑھ کر حال یعنی حقیقت کی جانب بڑھتا ہے- قلبِ مومن میں خشیتِ الٰہی کی واردات ہوتی ہیں اور وہ مشاہداتِ غیبی میں محو رہتا ہے- یہ وہ مقام و مرتبہ ہے کہ جہاں تعلیم و تلقین کے امتزاج سے بندہ قلبِ سلیم پالیتا ہے- علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین میں بدل جاتے ہیں-

ہر شے کی حقیقت، ایقان و الہام اور کشف و کرامات سے باز آکر جب مقصود و مطلوب ذاتِ خداوندی کی معرفت اور مقامِ مطمئنہ و راضیہ و مرضیہ ہو تو انسان کا وجود مکمل طور پر عشقِ الٰہی میں مستغرق ہوجاتا ہے- اسے دولتِ یقین حاصل ہوجاتی ہے اور وہ "لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا ھُوْ" اور "اَللّٰہُ بس ماسویٰ اللہ ہوس" کی صدائیں بلند کرتا ہے- یہ عارف و معارف کا مقام ہے جسے معرفت کہتے ہیں- جب مقامِ معرفت کسی کا نصیبہ بن جاتا ہے تو وہ بفضلِ الٰہی دنیا و مافیہا سے بیزار ہوکر خالصتاً ہر عمل فقط اللہ تعالیٰ کی خاطر انجام دیتا ہے- اس کا جینا اور مرنا اللہ کے لئے ہوتا ہے- اسے اللہ کے سوا کسی سے بھی غرض نہیں رہتا-

المختصر اس مقالہ میں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے ربط کو پیران پیر دستگیر محی الدین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تصنیف لطیف "سر الاسرار" اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی تصنیف لطیف "عین الفقر" کے اقوال سے پیش کیا جائے گا- نیز انہی اقوال کو زیر بحث لاکر استدلال قائم کیا جائے گا- جن میں ان چاروں درجات کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہو-

تعلیماتِ غوثیہ و تعلیماتِ سلطانیہ میں مراتبِ تصوف کا جائزہ:

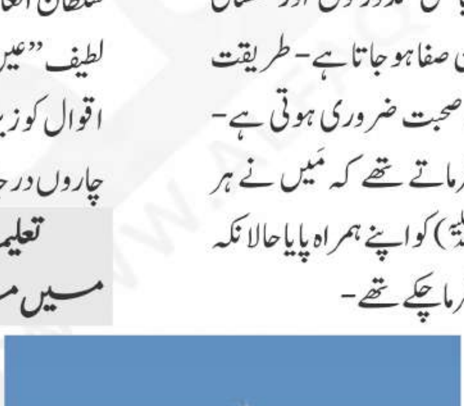

حضور غوث پاک اپنی تصنیف لطیف سرا لاسرار فی مایحتاج الیہ الابرار کی بابت بیان کرتے ہیں:

"ہم نے اس کا نام "سِرُّ الْاَسْرَارِ فِيْمَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْاَبْرَارِ" رکھا ہے کیونکہ ہم نے اِس میں اُن مسائلِ شریعت و طریقت و حقیقت کا ذکر کیا ہے جن کی عموماً جستجو رہتی ہے"-[5]

شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت مراتب ہیں جن کے ذریعے فقر کو پایا جاتا ہے- فقر دنیا و مافیہا سے لایحتاج ہو کر کامل تکمیل توکل الی اللہ اور قرب و وصال

[5] (سر الاسرار، ص:15)

اللہ ہے- سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"سن! فقیر باھُو کہتا ہے کہ فقر کے تین حروف ہیں، فقہ کے بھی تین حروف ہیں، علم کے بھی تین حروف ہیں، عمل کے بھی تین حروف ہیں، حلم کے بھی تین حروف ہیں اور حلیم اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اِن سب کو ملا کر یکجا کر دے اور شریعت کے پانی میں گھول کر اِس میں طریقت و معرفت و حقیقت اور عشق و محبت ملادے اور پھر پیالہ بھر کر پی لے، اِس کے بعد میدانِ فقر میں قدم رکھ اور ہر دو جہان کو بھول جا- اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس"-[6]

ان مراتب میں مرشد وہادی کی اہمیت مقدم ہے جسے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"اگر کوئی ریاضت کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ 12 سال تک شریعت میں ریاضت کرے اور ہمیشہ قائم اللیل اور صائم الدہر رہے، پھر 12 سال تک طریقت میں ریاضت کرے اور غیر ماسویٰ اللہ کو تین طلاق دے دے اور پھر 12 سال تک حقیقت میں ریاضت کرے اور طلبِ حق کے سوا اور کوئی طلب دل میں نہ رکھے- اِس کے بعد 12 سال تک معرفت میں ریاضت کرے اور ہر وقت معرفتِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ میں غرق رہے تو تب کہیں جا کر وہ مقامِ عشق و محبت میں پہنچے گا اور اُس کی دل کی آنکھ کھل کر ظاہر وباطن کا مشاہدہ کرے گی لیکن مرشد کامل کے بغیر اگر تمام عمر بھی سنگِ ریاضت سے پھوڑ تا رہے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا کہ مرشد کی راہنمائی کے بغیر کبھی کوئی خدا تک نہیں پہنچتا کیونکہ مرشدِ کامل جہاز کے دیدہ بان معلم کی مثل ہوتا ہے جو جہاز رانی کے ہر علم و آفت سے واقف ہوتا ہے- جہاز پر اگر کوئی جہاز ران نہ ہو تو جہاز غرق ہو جاتا ہے- مرشدِ کامل خود ہی جہاز اور خود ہی جہاز ران ہوتا ہے- اِس رمز کو کوئی صاحبِ فہم ہی سمجھتا ہے-[7]

دنیا میں دو تصور ہیں ایک حق اور ایک باطل، دو گروہ ہیں ایک رحمانی ایک شیطانی ایسے ہی دو رخ ہیں ایک ظلمات و نار اور ایک نور- تصوف کے مراتب انسان کو باطل اور شیطان سے پرے کر کے حق کی جانب لاتے ہیں اور وہ نور کی لپیٹ میں آ جاتا ہے- اسی فلسفہ کو تعلیماتِ سلطانی میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"پہلی تجلی شریعت کی ہے جس کا تعلق چشمِ ظاہر سے ہے اور اُس کا ظہور پیشانی پر ہوتا ہے- دوسری تجلی طریقت کی ہے جس سے نورِ قلب پیدا ہوتا ہے- تیسری تجلی حقیقت کی ہے جس سے نورِ روح پیدا ہوتا ہے، چوتھی تجلی معرفت کی ہے جس سے نورِ سرّ پیدا ہوتا ہے"-[8]

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"تجلی اہلِ شریعت کے چہرے پر چمکتی ہے، اہلِ طریقت کے دل میں چمکتی ہے، اہل حقیقت کی آنکھوں میں چمکتی ہے اور اہلِ معرفت کے سر سے قدم تک تمام وجود میں چمکتی ہے"-[9]

ان مراتب و مقامات کے عروج پر بندہ مومن حضور رسالتِ مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نگاہ کرم اور خصوصی کرم کو بتدریج پاتا ہے- اسی جانب اشارہ فرماتے ہوئے پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "جس نے مجھے دیکھا (خواب میں) اُس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا" اور نہ ہی اُس کی مثل بن سکتا ہے جس نے شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت و بصیرت کے نور سے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کی"-[10]

اسی طرح حضور سلطان صاحب بیان فرماتے ہیں:

---

[6] (عین الفقر، ص:67)

[7] (عین الفقر، ص:74-75)

[8] (عین الفقر، ص:89)

[9] (عین الفقر، ص:91)

[10] (سر الاسرار، ص:187)

"جسے مقامِ شریعت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے اُسے مقامِ طریقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری کے احوال کی کیا خبر؟ جسے مقامِ طریقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے اُسے مقامِ حقیقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری کے احوال کا کیا خبر؟ جسے مقامِ حقیقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے اسے مقامِ معرفت میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی مجلس کی حضوری کے حالات کیا معلوم؟"[11]

الغرض! یہ چاروں مراتب و مقامات طے کر کے اسرارِ الٰہی کا حصول کرنا مقصود ہے اور اسے صوفیاء کرام نے آسان مثال کے ذریعے سمجھایا ہے- سیدی غوث الاعظم (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"پس ہمارے لئے دو قسم کا علم نازل کیا گیا ہے- ایک علمِ ظاہر ہے اور دوسرا علمِ معرفت- شریعت کا علم ہمارے ظاہر کو سنوارتا ہے اور معرفت کا علم ہمارے باطن کو- ان دونوں علوم کے اجتماع کا نتیجہ علمِ حقیقت ہے جیسا کہ درخت اور پتوں کے اجتماع کا نتیجہ پھل ہے"-[12]

اسی متعلق ایک فرمانِ مبارکہ کو نقل فرماتے ہیں:

"علمِ ظاہر کی 12 اقسام ہیں اور علمِ باطن کی بھی 12 اقسام ہیں جنہیں عوام و خواص میں اُن کی استعداد و قابلیت کے مطابق تقسیم کیا گیا ہے اور اُن کے 4 ابواب ہیں- بابِ اوّل شریعت کے ظاہر سے متعلق ہے جس میں اوامر و نواہی اور جملہ احکامِ شریعت کو زیرِ بحث لایا گیا ہے- بابِ دوم میں شریعت کے باطن پر بحث کی گئی ہے جسے مَیں نے علمِ باطن و طریقت کا نام دیا ہے- بابِ سوم کا موضوعِ سخن بھی علمِ باطن ہی ہے جسے میں نے علمِ معرفت کا نام دیا ہے اور باب چہارم کا موضوع جملہ بطون کا بطن ہے جسے میں نے علمِ حقیقت کا نام دیا ہے- اِن تمام علوم کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "شریعت ایک درخت ہے، طریقت اُس کی ٹہنیاں ہیں، معرفت اُس کے پتے ہیں، حقیقت اُس کا پھل ہے اور قرآن اِن سب کا جامع ہے جس کی تفسیر یا تاویل میں اِن سب کے لئے دلائل و اشارات موجود ہیں"-[13]

ایک مقام پر مزید مفصل انداز میں فرماتے ہیں:

"(یاد رہے کہ) عالم چار ہیں: عالمِ ملک، عالمِ ملکوت، عالمِ جبروت اور عالمِ لاہوت- اِسی طرح علوم بھی چار ہیں: علمِ شریعت، علمِ طریقت، علمِ معرفت اور علمِ حقیقت- ارواح بھی چار ہیں: روحِ جسمانی، روحِ نورانی، روحِ سلطانی اور روحِ قدسی- تجلیات بھی چار ہیں: تجلیٔ آثار، تجلیٔ افعال، تجلیٔ صفات اور تجلیٔ ذات- عقل بھی چار ہیں: عقلِ معاش، عقلِ معاد، عقلِ روحانی اور عقلِ کل- مذکورہ بالا چاروں عالم، چاروں علوم، چاروں ارواح، چاروں تجلیات اور چاروں عقول کے مقابلہ میں بعض لوگ تو محض دائرہ اوّل، روحِ اوّل، تجلیٔ اوّل اور عقلِ اوّل کے ماحاصل پہلی جنت یعنی جنت الماویٰ میں مقید ہیں- بعض دائرہ دوم کی جنتِ دوم یعنی جنت النعیم میں قید ہیں، بعض دائرہ سوم کی جنت الفردوس میں مقید ہیں- یہ تمام لوگ اشیاء کی حقیقت سے غافل و بے خبر ہیں لیکن اہلِ حق فقرائے عارفین اِن تمام مقامات و درجات سے فرار ہو کر عالمِ حقیقت و قرب میں جا پہنچے- وہ اللہ کے سوا کسی چیز کے قیدی نہ بنے"-[14]

اسی طرح سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ نے فرمایا:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: 'نماز مومنوں کی معراج ہے'- یہ مقامِ شریعت ہے اور مقامِ شریعت چاہِ رواں کی مثل ہے، مقامِ طریقت بادل کی مثل ہے، مقامِ حقیقت بارانِ رحمت کی مثل ہے، مقامِ معرفت آب جو کی مثل ہے اور مقامِ عشق و محبت فنا فی اللہ دریائے عمیق کی مثل ہے- دریائے عمیق میں جس قدر بھی بول و براز و نجاست گرتی رہے وہ ناپاک نہیں ہوتا- اگر اُس سے ہزارہا نہر نالے نکال لئے جائیں تو اُس میں کمی نہیں آتی-

[11](عین الفقر، ص:119)
[12](سر الاسرار، ص:25)
[13](سر الاسرار، ص:59)
[14](سر الاسرار، ص:127)

اگر ہزار نالہ کسی نہر میں گرا دیا جائے تو وہ دریا بن جاتا ہے- شریعت دروازۂ اوّل ہے، طریقت دروازۂ دوم ہے، حقیقت دروازۂ سوم ہے، معرفت دروازۂ چہارم ہے اور مقامِ عشق و محبت خانۂ یگانہ ہے- جو آدمی مقامِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت طے کر لیتا ہے وہ محض دربان ہے اور حق سے بیگانہ ہے جب تک کہ وہ عشق و محبت کے خانۂ یگانہ کے اندر داخل ہو کر محرمِ اسرار نہیں ہو جاتا- معلوم ہوا کہ اہلِ مقامات شیخ مخدوم (اسرارِ الٰہی) سے محروم ہیں"-[15]

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان مراتب کو طے کرنے کیلئے کیسے ہدایت لی جائے اور تصوف کے سفر کو کیسے طے کیا جائے، کے بارے میں بھی بیان فرماتے ہیں:

"مرشدِ شریعت کیا ہے؟ پانچ بنیادی ارکانِ اسلام یعنی کلمہ طیب و نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ- مرشدِ طریقت کیا ہے؟ گردن میں طوقِ بندگی ڈال کر ہر دو جہان سے بے نیازی- مرشدِ حقیقت کیا ہے؟ جان کی بازی لگا کر اپنی خودی کو اپنے ہی ہاتھوں قتل کرنا اور مرشدِ معرفت کیا ہے؟ صاحبِ اسرار و صاحبِ راز ہونا"-[16]

اب ان مراتب کو نفس کے مراتب سے سمجھا جائے تو اور مفصل انداز میں سمجھ آئے گا- حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"فرمانِ حق تعالیٰ: "وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" میں "اَلرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" کو حرفِ عطف (و) کے ساتھ "اِلَّا اللّٰهُ" سے ملایا گیا ہے جس سے معنی یہ بنتے ہیں کہ اِس تاویل کو اللہ تعالیٰ اور "راسخون فی العلم" جانتے ہیں- صاحبِ تفسیر فرماتے ہیں کہ اگر اِس دروازہ کو کھول لیا جائے تو باطن کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اور انسان پر او امر و نواہی کی پابندی اور چاروں دائروں میں نفس کی مخالفت لازم ہو جاتی ہے کہ دائرۂ شریعت میں نفس وسوسے پیدا کر کے انسان کو اوامر و نواہی کی مخالفت پر آمادہ کرتا ہے- دائرۂ طریقت میں دینی موافقت اختیار کر کے دھوکہ دیتا ہے اور نبوت و ولایت کا دعویٰ کرنے پر اُبھارتا ہے- دائرۂ معرفت میں نورانیت کے فریب سے شرکِ خفی کا مرتکب کر کے دعوائے ربوبیّت پر اکساتا ہے- جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا کہ جس نے ہوائے نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے"- لیکن دائرۂ حقیقت میں شیطان و نفس و ملائکہ داخل نہیں ہو سکتے کہ غیر ماسویٰ اللہ اُس میں جل جاتا ہے جیسا کہ جبرائیل (علیہ السلام) نے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شبِ معراج) عرض کی تھی: "اگر مَیں نوکِ انگشت کے برابر بھی آگے بڑھا تو جل جاؤں گا" اِس دائرۂ میں آکر بندہ اپنے دونوں دشمنوں (نفس و شیطان) سے نجات پا کر مخلص بن جاتا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: (شیطان نے کہا) الٰہی! تیری عزّت کی قسم مَیں ضرور اِن سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے"-[17]

سلطان العارفین نے اس انداز میں اسے بیان فرمایا ہے:

"دائرۂ شریعت میں آدمی کا نفس امّارہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ تمہارا دشمن ہے اِسے مار دو- الٰہی! مجھے بصارت دے کہ مَیں اِسے دیکھوں اور قتل کروں- دائرۂ طریقت میں نفس لوامہ ہوتا ہے، اُس کی لذّات اور چاہت کو پامال کر کے آگے بڑھ جاؤ- دائرۂ حقیقت میں نفس ملہمہ ہوتا ہے، اُسے عشق و ذکر اللہ کی آگ میں موم کر دے حتیٰ کہ یہ مرنے سے پہلے مر جائے- دائرۂ معرفت میں نفس مطمئنہ ہوتا ہے جو حقیقی طور پر مطیع، با اخلاص، موحدِ خاص الخاص، محرمِ اسرارِ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور غیر ماسویٰ اللہ سے بیزار ہوتا ہے اور ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے: الٰہی! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں

[15](عین الفقر، ص:165)
[16](عین الفقر، ص:109-111)
[17](سر الاسرار، ص:61)

اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں- مطمئنہ سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ لامقام، مشاہدۂ فقر فی اللہ تمام"-[18]

اب ان مراتب کو مقاماتِ مکان سے سمجھا جانا بھی چاہئے جسے شیخنا عبد القادر الجیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس انداز میں ارشاد فرمایا ہے:

"درجات تین طبقات پر مشتمل ہیں- پہلا طبق عالمِ ملکوت کی جنت ہے جسے جنت الماویٰ کہا جاتا ہے- دوسرا طبق عالمِ ملکوت کی جنت ہے جسے جنت النعیم کہا جاتا ہے- تیسرا طبق عالمِ جبروت کی جنت ہے جسے جنت الفردوس کہا جاتا ہے- یہ تینوں طبقات جسمانی نعمتیں ہیں اور جسم اُس وقت تک اپنے عالم میں نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ علومِ شریعت و طریقت و معرفت کو زیرِ عمل نہیں لاتا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "حکمتِ جامعہ معرفتِ حق کو زیرِ عمل لانا اور معرفتِ باطل کو ترک کرنا ہے"- چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی ہے: "الٰہی! ہمیں حق کی پہچان اور اُس کی اتباع نصیب فرما اور باطل کی پہچان اور اُس سے اجتناب کی توفیق عطا فرما"-[19]

اسے حضور سلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) نے یوں بیان فرمایا ہے:

"چار قسم کا مراقبہ چار مقامات پر ہوتا ہے- (1) مراقبۂ شریعت: اِس کا تعلق طاعت و عبادت اور مشاہدۂ ناسوت سے ہے- اِس میں صاحبِ مراقبہ مقامِ ناسوت کو دیکھتا ہے، دنیا کو دیکھتا ہے- (2) مراقبۂ ملکوت: اِس کا تعلق وِرد و ظائف اور مشاہدۂ ملکوت سے ہے- اِس میں صاحبِ ورد وظائف کو فرشتوں کی سی پاکیزگیٔ تن حاصل ہوتی ہے اور وہ صفاتِ ملائکہ کا حامل ہوتا ہے- اِس میں صاحبِ مراقبہ جو کچھ دیکھتا ہے عالمِ ملکوت کو دیکھتا ہے کہ وہ صفاتِ ملائکہ سے متصف ہوتا ہے- (3) مراقبۂ جبروت: اِس کا تعلق ذکر اللہ اور مشاہدۂ جبروت سے ہے- اِس میں صاحبِ مراقبہ ذکر اللہ کی حاضرات سے مقامِ جبروت اور مرتبۂ جبرائیل کو دیکھتا ہے- (4) مراقبۂ لاھُوت: اِس کا تعلق اعمالِ معرفت اور مشاہدۂ لاھُوت سے ہے، اِس میں صاحبِ مراقبہ جو کچھ دیکھتا ہے مقامِ لاھُوت کو دیکھتا ہے"-[20]

اب ان مقامات کو ان کے اجزاء اور حصول کے مطابق سمجھنے کے لئے حضور سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے اس فرمان مبارک کو زیرِ غور لانا چاہئے:

"شریعت میں شوق ہے جو شرِ شیطان کے خلاف اور شرطِ اسلام ہے یعنی امر بالمعروف کی نشر و اشاعت کرنا، خدائے تعالیٰ کی نافرمانی سے شرم کرنا، حلال کھانا، سچ بولنا، صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا، اپنے اردگرد فرض و واجب و سنت و مستحب کا حصار قائم کرنا اور قلعۂ عبادت میں اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق کو اپنا رفیق بنانا- طریقت میں شرطِ شطاری (تیز رفتاری) ہے جیسے کہ شہباز کی پرواز کہ اُڑا اور مطلوبہ مقام پر جا پہنچا- حقیقت میں دلداری ہے یعنی اللہ ہی اللہ، جو کچھ ہو رہا ہے اُسی کے کرشمے ہیں- میرے دوست یہاں دم نہ مار کہ خیر بھی اُسی کی طرف سے ہے اور شر بھی اُسی کی طرف سے ہے- خَیرُ خَلْقِ اللہِ محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں اور شر شیطان ہے- اِن میں سے تُو کسے چاہتا ہے؟ (خیر کو یا شر کو؟) اور معرفت میں غم خواری ہے، جو جتنا عارف ہے اُتنا ہی عاجز ہے- جو آدمی اِن چاروں مقامات کی خبر نہیں

[18](عین الفقر، ص:151)

[19](سر الاسرار، ص:37)

[20](عین الفقر، ص:215)

رکھتا وہ گاؤ و خر (حیوان) ہے اور سلک سلوکِ تصوف و فقر سے بے خبر"۔[21]

جس طرح آغاز میں عرض کیا گیا ہے کہ تصوف کے یہ مراتب سالک کو اس کی منزل کی جانب عروج عطا کرتے ہیں اور منزل اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے اور اسے مقامِ فقر سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان باھوؒ (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان فرمایا ہے:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے اپنی طرف متوجہ کرلے وہ تیرا بُت ہے"۔ یہاں پر پہنچ کر فقر ہی شریعت ہے، فقر ہی طریقت ہے، فقر ہی حقیقت ہے، فقر ہی معرفت ہے، فقر ہی عشق ہے اور فقر ہی لا سویٰ اللہ ہے۔ جان لے کہ فقر ایک سمندر ہے جس میں مہلک زہر بھرا ہوا ہے۔ جو آدمی اِس سمندر پر پہنچ کر زہر کا پیالہ پی لیتا ہے وہ مر کر شہید ہو جاتا ہے۔ یہاں وہ مرتا نہیں بلکہ مقامِ **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** پر پہنچ کر خود کو سپردِ خدا کر دیتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "اور مَیں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے، بے شک وہ اپنے بندوں کی نگہبانی کرنے والا ہے"۔ جان لے کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) شریعت ہیں، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) طریقت ہیں، حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) حقیقت ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم معرفت ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سرّ ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) صدق ہیں، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) عدل ہیں، حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) حیا ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جود و کرم ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام فقر ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہوا (لطیف ترین پیکر) ہیں، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) (حیات بخش) پانی ہیں۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) (عشقِ الٰہی کی) آتش ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (پاکیزہ) خاک (ابو تراب) ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اربعہ عناصر کے اِس مجموعے کی جان ہیں۔ اِنسان وہ ہے جو حدیثِ قدسی: "اِنسان میرا راز ہے اور مَیں اِنسان کا راز ہوں" کا مصداق ہو۔ (کامل) اِنسان حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام ہیں اور اُن کی نسبت سے باقی تمام لوگوں نے مراتبِ انسانیت پائے اور اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنی مرادوں کو پہنچ کر دونوں جہان کی آرزوؤں سے آزاد ہو گئے"۔[22]

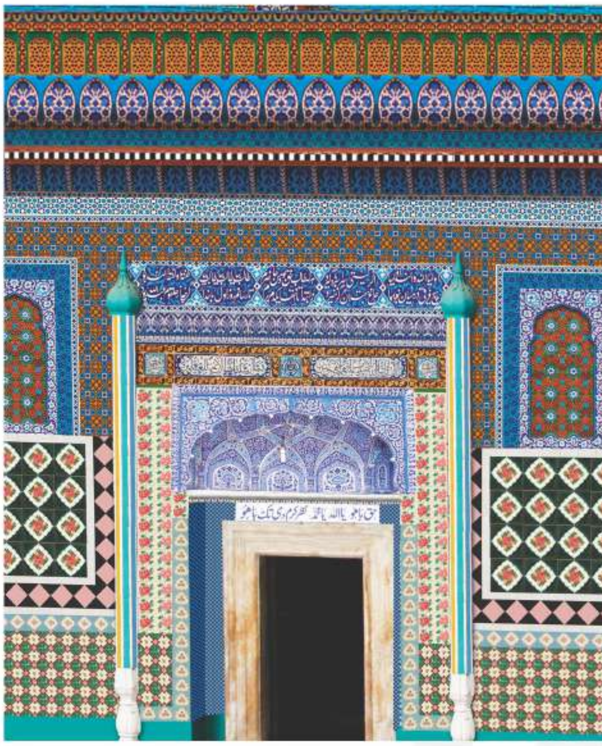

حرفِ آخر:

درج بالا تمام تر اقتباسات سے دو چیزیں اظہر من الشمس ہیں۔ اول یہ کہ تمام مراتب کا حصول کسی بھی کشف و کرامت، الہام و ایقان، مظاہر و مقامات، علوم و حالات کے لئے نہیں بلکہ محض ذاتِ باری تعالیٰ کے قرب و وصال کی خاطر کیا جاتا ہے اور دوم یہ کہ وہ تمام اغلاط جو اس بنیاد پر مبنی ہیں کہ طریقت و حقیقت و معرفت و فقر کسی بھی طرح شریعت سے جدا ہیں۔ درج بالا اقتباسات ان تمام نظریات کا کلی طور پر انکار کرتے ہیں اور یہ واضح کرتے ہیں کہ درجہ بدرجہ سبھی باہم مربوط ہیں اور ایمان کی ترقی انہی مراتب میں عروج پاتے جانے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب مکرم حضور خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلہ جلیلہ کے طفیل اپنی کامل معرفت اور قربِ عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

[21] (ایضاً)

[22] (عین الفقر، ص: 331)

شمس العارفین

تصنیف لطیف از:
سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھوؒ

قسط:31

حق نامہ

مترجم: سید امیر خان نیازی

پس مقامِ ازل و مقامِ ابد و مقامِ دنیا و مقامِ عقبیٰ سب مقاماتِ ظلمات ہیں، اگرچہ اِن میں زندگی کی آب و تاب ہے لیکن انجام اِن کا فنا ہے سوائے معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ ذات کے- عارف وہ ہے جو اِس ظلمت کدے کی لذات سے منہ موڑ کر لذّاتِ معرفتِ ''اِلَّا اللّٰہ'' حاصل کرلے اور وحدانیتِ ذات میں غرق ہوجائے- یہ ہیں مراتبِ خواص کہ وہ معرفتِ الٰہی کے روشن نور تک پہنچتے ہیں- بندے کے لئے اِس سے بہتر مرتبہ اور کوئی نہیں کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرلے اور دین و دنیا کے تمام معاملات اللہ کے سپرد کردے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ''مَیں اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر گیری کرنے والا ہے''- عارف کو معرفتِ الٰہی تک پہنچنے کیلئے سات مراتب سے گزرنا پڑتا ہے- پہلا مرتبہ نفیٔ لَآ اِلٰہَ ہے دوسرا مرتبہ اثباتِ اِلَّا اللّٰہُ ہے- تیسرا مرتبہ تصدیقِ دل کے ساتھ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا اقرار ہے- چوتھا مرتبہ آیاتِ قرآن کی تلاوت ہے، پانچواں مرتبہ دعائے سیفی کا پڑھنا ہے- چھٹا مرتبہ اسمِ اعظم اور اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کا ورد ہے اور ساتواں مرتبہ وحدانیتِ اسمِ اللہ ذات میں غرق ہونا ہے- یہ سات خزانے ہیں اور ہر خزانے سے مزید ستر خزانے منکشف ہوتے ہیں- ''اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا'' ماسویٰ اللہ پر ایمان لانا کفر ہے-

جو شخص دعوت پڑھنے کے انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ عامل کامل عارف باللہ ہو جاتا ہے، چنانچہ اُس کی نظر کامل ہو جاتی ہے، اُس کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف اللہ تعالیٰ کی کامل تلوار ہوتا ہے، ابھی وہ کسی کام کے لئے لب ہی ہلا رہا ہوتا ہے کہ بارگاہِ الٰہی سے وہ کام ہو جاتا ہے- فرمایا گیا ہے: ''زبانِ فقرا سیف الرحمن ہوتی ہے''- عارفوں کی زبان اُس وقت تک سیفِ رحمن نہیں بنتی جب تک کہ وہ ترتیبِ خواندگی جان کر صاحبِ دعوت نہ بن جائیں اور کسی ولی اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں دعائے سیفی نہ پڑھ لیں-

ابیات: (۱) ''شہسوارِ قبر کامل فقیر ہوتا ہے، شہسوارِ قبر ملک گیر عالم ہوتا ہے''-

(۲) ''جسے دعوتِ قبور پڑھنے پر قدرت حاصل ہو جائے وہ اہلِ حضور ہو جاتا ہے''-

(۳) ''جو شخص دعوتِ قبور پڑھنا جان لیتا ہے وہ زیر و زبر کی ہر حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے''-

(۴) ''علمِ دعوت ایک ننگی تلوار ہے جس سے فنا فی اللہ فقیر موذیوں کو قتل کرتے ہیں''-

جب کوئی شخص قبر پر سوار ہو کر قرآن مجید پڑھتا ہے تو کلامِ الٰہی کی برکت سے صاحبِ قبر روحانی کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے اور جب کوئی شخص کسی ولی اللہ کی قبر پر قرآن پڑھتا ہے تو اُس کا یہ عمل دریا کی طرح جاری ہو جاتا ہے جو قیامت تک رکتا نہیں-

(جاری ہے)

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

کیا ہویا بت اوڈھر ہویا دل ہرگز دُور نہ تھیوے ھو
سَے کوہاں میرا مرشد وسدا مینوں وچ حضور دسیوے ھو
جیندے اندر عشق دی رتی اوہ بن شرابوں کھیوے ھو
نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ھو

So what if body is concealed heart is never away Hoo
I see my murshid in Hazoor yet he resides at hundreds of miles away Hoo
The one who has spec of ishq he is absorbed without goblet Hoo
Faqeer is your name Bahoo who grave is alive Hoo

Kia hoya but oodhar hoya dil hargiz door na theway Hoo
Sai koha'N mera murshid wasda menu wich Hazoor diseway Hoo
Jinday andar ishq di ratti oah bin sharabo'N khiway Hoo
Nam faqreer tinha'N da Bahoo qabr jinha'N di jeeway Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

هر جا که خواهی می شود باتو حضور   شد وجودی سر بسر از خاص نور

1-"تُو جہاں چاہے وہ تیرے پاس حاضر ہو جائیں گے کہ اُن کا وجود خاص نور ہو تا ہے"-(اسرار القادری)

طالبان مولیٰ کو اپنی صداقت اور جان نثاری کی بناء پہ اللہ عزوجل کی طرف یہ انعام ملتا ہے کہ وہ جہاں بھی ہوں ان کے دل ہر وقت اللہ عزوجل کی یاد سے منور اور انہیں مجلس مصطفےٰ (ﷺ) کی حضوری نصیب ہوتی ہے-جیسا کہ حضور سُلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ فقیرِ کامل ظاہر میں عام لوگوں سے ہم صحبت و ہم کلام رہتا ہے لیکن باطن میں وہ روحانیوں کی مجلس میں حاضر رہتا ہے اِس لئے فقیر جب بات کرتے ہوئے لب ہلاتا ہے تو ظاہر میں نفسانی لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے مخاطب ہے، موکلین و فرشتے سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے مخاطب ہے، اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے کہ وہ مجھ سے ہم کلام ہے اور حضور نبی رحمت (ﷺ) سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے ہم کلام ہے-ایسے فقیر کا جثہ آفتاب کی طرح روشن نور ہوتا ہے جو ہر جگہ و ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: "مَیں 30 سال تک اللہ تعالیٰ سے ہم کلام رہا اور مخلوق سمجھتی رہی کہ مَیں اُن سے ہم کلام ہوں"-(اسرار القادری)

شیخ یک شرط است بطالب تمام   شیخ و طالب یک شود در ہر مقام

2-"شیخ اور طالب کے درمیان ایک عہد ہوتا ہے، اگر وہ ثابت رہے تو وہ ہر مقام پر یکجا ہوتے ہیں"-(نور الھدیٰ)

طالب اللہ کا مرشد کے ساتھ رشتہ کچھ اس طرح استوار ہوتا ہے کہ وہ زمان و مکان کی دوری کوئی معانی نہیں رکھتی، دراصل طالب اللہ کو یہ طاقت اور قوت مرشد کامل اکمل جامع نور الھدیٰ مرشد کی بارگاہ اقدس اور نگاہ مبارک سے حاصل ہوتی ہے-جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: "مرشد کامل کو اِس قدر قوت و قدرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ہزار کوس کے فاصلے سے اپنے طالب کو جذبِ قلب کے ذریعے اپنے پاس حاضر کر لیتا ہے"-(محک الفقر کلاں)

3-جس خوش نصیب کو ذرہ بھر بھی عشق مصطفےٰ (ﷺ) کی دولت نصیب ہو جائے وہ بغیر شراب کے مست رہتے ہیں اور انہیں مزید کسی دولت کی ضرورت نہیں رہتی-جیسا کہ سُلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر تیرے دل میں ذرہ بھر بھی عشقِ اِلٰہی پیدا ہو جائے تو وہ تیرے لیے دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہو گا"(کلید التوحید کلاں)-مزید ارشاد فرمایا:

"اگر تیرا مقصود خانہ کعبہ ہے اور وہ ہزاروں سال کی مسافت پر ہے لیکن عشق تیرا راہبر ہو تو یہ فاصلہ نصف قدم بھی نہیں"-(عین الفقر)

ایک مقام پہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے عشق حق تعالیٰ کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اپنے دل کو طلبِ الٰہی کے سوا ہر طلب سے پاک کر کے عشق و وحدتِ حق کے نُور سے روشن کر لے-(جب تُو ایسا کرے گا تو) اے جانِ من! تیرا تن مر جائے گا لیکن دل زندہ ہو جائے گا اور تُو سراپا تجلی بن جائے گا"(عین الفقر)-مزید ارشاد فرمایا: "جب تک تُو تیغِ عشق سے سر کٹوا کر بے سر مرد نہیں بن جاتا نا ممکن ہے کہ تُو دوست کو پا سکے یا سر کو بچا سکے"(محک الفقر کلاں)-آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا: "ہم نے دریائے عشق میں اِس شان سے شناوری کی کہ ہمارا سر ہمیشہ عرش سے اوپر ہی رہا"(عین الفقر)-مزید ارشاد فرمایا: "جب مَیں نے آتشِ عشق میں چھلانگ لگائی تو میرے دل کی آگ سے دوزخ کا دل جل اُٹھا"(عین الفقر)-

اؤلیاء را قبر خلوت با خدا   زندہ دل ہر گز نہ میرد اؤلیاء

4-"زندہ دل اوّلیاء اللہ ہرگز نہیں مرتے، اوّلیاء کے لئے تو قبر لقائے حق کا خلوت خانہ ہوتی ہے"-(نور الھدیٰ)

"مخلوق یہ سمجھتی ہے کہ فقیر کا جسم زیرِ خاک مردہ ہے لیکن حقیقت میں اُس کی قبر و لحد و خاک سب نورِ پاک ہوتی ہے"-(اسرار القادری)

مزید ارشاد فرمایا: "لوگ اُنہیں خاکِ قبر میں دفن مردہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ قبر میں سر بسر مقربِ خدا ہوتے ہیں-وہ خلوتِ قبر میں بغیر کسی خلل کے ہم جلیسِ ربّ ہوتے ہیں، وہ ایسے انیسِ حق ہیں کہ اُن کے اور ربّ کے درمیان کوئی اور نہیں سماتا"-(اسرار القادری)

اس لیے آپؒ فرماتے ہیں: "اے باھُو! ایک مُردہ دل آدمی سے فقیر کی قبر بہتر ہے کہ اُس سے تُو جو کچھ طلب کرے گا وہ تجھے آسانی سے مل جائے گا"-(عین الفقر)

http://www.sultanbahoo.net/
Hazrat Sakhi Sultan Bahoo
حضرت سخی سلطان باھوؒ
عالمی معیار کی علمی و تحقیقی منفرد ویب سائٹ
http://www.sultanbahoo.net/
Who is Hazrat Sakhi Sultan Bahoo
About him
Teachings
Writings
Impact
O desirous Come, O desirous Come, O desirous Come; By God, I can take you to Allah the first day you come
حضرت سخی سلطان باھوؒ کون تھے؟
شخصیت
تعلیمات
تصانیف
تاثیر
Biography
READ MORE
Writings & Teachings
READ MORE
Flames emerging from smoke of longing pain no one dare acquire warmth from it Hoo. The heat of such...
READ MORE
SULTAN BAHOO
Spiritual Masters
570
601
642
1166
1630
VIEW TIME LINE
Ennobling Power of Sultan Bahoo's Poetry
READ MORE
Sultan Bahoo Life
Sultan Bahoo Books
Sultan Bahoo Blog
Sign up to recieve articles and updates
SUBMIT
Documentary
HOME
LIFE
TEACHINGS
ABYAT
BOOKS
BLOG
CONTACT
PARENTS
FAMILY
ANCESTORS
SPIRITUAL MASTERS
SPIRITUAL KHALIFS
WRITINGS & PUBLICATIONS
SARWARI-QADRI (SUFI ORDER)
MAUSOLEUM
تحقیقی، جامع، منفرد اور جدید ویب سائٹ
والدین
خاندان
آباؤ اجداد
سلطان الفقر
روحانی خلفا
تصانیفِ لطیف
سروری قادری (صوفی سلسلہ)
مزار پُر انوار

مولانا رومی اور حضرت سلطان باھُو

کے افکار پہ مرتب کردہ کتاب،

علم و عرفان کا ایک حسین امتزاج

New Arrival

علم دوست لوگوں کے لئے

خوبصورت تحفہ

دنیائے اسلام کی دو عظیم شخصیات کی

تعلیمات کا ایک

تحقیقی جائزہ

Mevlana Jalal ud Din

Rumi

&

Sultan ul Arifeen Sultan

Bahoo

Collection of Selected Essays

Compiled By:

Sahibzada Sultan Ahmed Ali

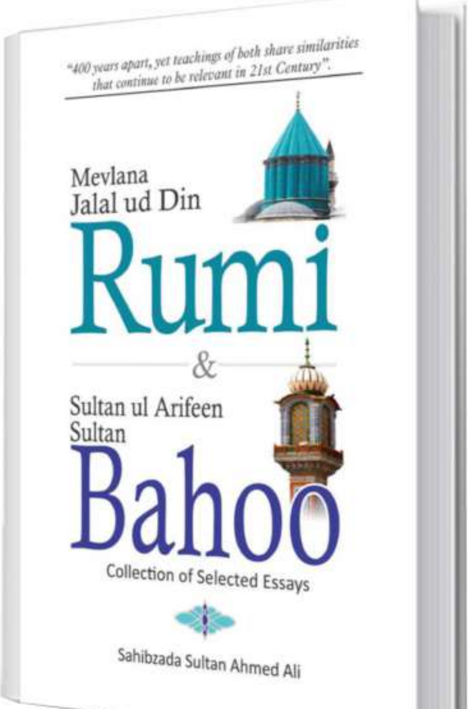

MUSLIM Institute
ISLAMABAD - LONDON
Web: www.muslim-institute.org,

پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں